ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

43

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

مسلسل اشاعت کا
31 واں سال

تنظیم اسلامی کا ترجمان

12 تا 18 ربیع الثانی 1444ھ/ 8 تا 14 نومبر 2022ء

باجماعت نماز: جماعتی نظم کا کامل نمونہ

جماعت سے مقصود افراد کا ایک ایسا مجموعہ ہے، جس میں اتحاد، ائتلاف، امتزاج اور نظم ہو۔ انبوہ اور بھیڑ کا نام جماعت نہیں ہے...... پانچ وقت کی جماعت نماز میں جماعتی نظام کا پورا پورا نمونہ مسلمانوں کو دکھلا دیا گیا ہے، کیونکہ نماز ہی وہ عمل عظیم ہے جو اسلام کے تمام عقائد و اعمال کا جامع ترین نمونہ ہے۔ کس طرح سینکڑوں ہزاروں منتشر افراد مختلف مقاموں، مختلف جہتوں، مختلف شکلوں اور مختلف لباسوں میں آتے ہیں، لیکن یکا یک صدائے تکبیر سب کے انتشار کو ایک کامل اتحادی جسم میں تبدیل کر دیتی ہے۔ یہاں تک کہ ہزاروں اجزاء کا یہ منتشر مواد بالکل ایک جسم واحد کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ سب کے وجود ایک ہی صف میں جڑے ہوئے، سب کے کاندھے ایک دوسرے سے ملے ہوئے، سب کے قدم ایک ہی سیدھ میں، سب کے چہرے ایک ہی جانب۔ قیام کی حالت ہے تو سب ایک جسم واحد کی طرح کھڑے ہیں۔ جھکاؤ ہے تو تمام صفیں بیک وقت جھکی ہوئی ہیں۔ ظاہر کے ساتھ باطن بھی یکسر متحد و ممزوج۔ سب کے دل ایک ہی کی یاد میں محو، سب کی زبانیں ایک ہی کے ذکر میں مترنم، پھر دیکھو، سب کے آگے صرف ایک ہی وجود امام کا نظر آتا ہے، جس کے اختیار میں جماعت کے تمام اعمال و افعال کی باگ ہوتی ہے۔ یعنی ایک وقت پر مقتدیوں کو جھکا دینا اور پھر اٹھا بھی دینا۔

مسئلہ خلافت
مولانا ابوالکلام آزاد

اس شمارے میں

PDM حکومت کے دوسو (200) دن
بحرانوں سے نکلنے کا واحد راستہ: سچی توبہ
پاکستان کے مسائل کا حل کیا ہے؟
مئے فرنگ سے لبریز ہے......
ٹرانس جینڈر ایکٹ کے تحت تعلیمی......
بارش کا پہلا قطرہ

الھدیٰ
ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1009

قومِ نوح کے سرداروں کا اعتراض

سُوْرَۃُ الشُّعَرَاء | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات:109 تا

وَ مَاۤ اَسۡـَٔلُکُمۡ عَلَیۡہِ مِنۡ اَجۡرٍ ۚ اِنۡ اَجۡرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۰۹﴾ۚ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوۡنِ ﴿۱۱۰﴾ؕ
قَالُوۡۤا اَنُؤۡمِنُ لَکَ وَ اتَّبَعَکَ الۡاَرۡذَلُوۡنَ ﴿۱۱۱﴾ؕ قَالَ وَ مَا عِلۡمِیۡ بِمَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۱۲﴾

آیت:۱۰۹ ﴿وَمَاۤ اَسۡـَٔلُکُمۡ عَلَیۡہِ مِنۡ اَجۡرٍ ۚ﴾ ’’اور میں اس پر تم سے کسی اجرت کا طالب نہیں ہوں۔‘‘
﴿اِنۡ اَجۡرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۰۹﴾﴾ ’’میری اُجرت تو ربّ العالمین ہی کے ذِمّے ہے۔‘‘

آیت:۱۱۰ ﴿فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوۡنِ ﴿۱۱۰﴾﴾ ’’پس تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو!‘‘

آیت ۱۱۱ ﴿قَالُوۡۤا اَنُؤۡمِنُ لَکَ وَاتَّبَعَکَ الۡاَرۡذَلُوۡنَ ﴿۱۱۱﴾﴾ ’’انہوں نے کہا: کیا ہم تمہاری بات مانیں جبکہ تمہاری پیروی کرنے والے گھٹیا لوگ ہیں!‘‘

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے سردار اور اشراف آپؑ کی دعوتِ حق کے جواب میں کہتے تھے کہ ہم آپ کو کیسے مان لیں جبکہ آپ کی پیروی اختیار کرنے والے تو ہمارے کمی کمین ہیں، ہمارے معاشرے کے پسماندہ طبقات کے لوگ ہیں جنہیں حقیر اور رذیل سمجھا جاتا ہے!

آیت:۱۱۲ ﴿قَالَ وَمَا عِلۡمِیۡ بِمَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۱۲﴾﴾ ’’نوحؑ نے کہا: مجھے کیا علم کہ وہ کیا کام کرتے ہیں!‘‘

یعنی تمہارے اپنے معیارات ہیں۔ تمہارے نزدیک عزّت کا معیار دولت اور وجاہت ہے، اس لیے ایک غریب مزدور کو تم لوگ گھٹیا انسان سمجھتے ہو، مگر مجھے اس اعتبار سے کسی کے پیشے سے کوئی سروکار نہیں۔ یہی اعتراض سردارانِ قریش کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھیوں کے بارے میں تھا۔ وہ بھی یہی کہتے تھے کہ آپؐ پر ایمان لانے والوں میں اکثریت مزدوروں اور غلاموں کی ہے۔ جیسے حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ پیشے کے اعتبار سے لوہار تھے اور سردارانِ قریش ایک غریب لوہار کے ساتھ بیٹھنا کیسے گوارا کر سکتے تھے! بہرحال نہ تو مزدوری کرنا یا محنت سے اپنی روزی کمانا کوئی شرم کی بات ہے اور نہ ہی اس طرح کے پیشے سے کوئی آدمی گھٹیا ہو جاتا ہے۔

درس حدیث

اہل دوزخ کے عذاب میں تفاوت و درجات

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: ((مِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلٰى كَعْبَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلٰى حُجْزَتِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلٰى تَرْقُوَتِهٖ)) (رواہ المسلم)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’’دوزخیوں میں سے کچھ لوگ وہ ہوں گے جن کے دونوں ٹخنوں تک آگ ہوگی اور کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کے گھٹنوں تک آگ ہوگی۔ کچھ لوگوں کی کمر تک آگ ہوگی اور کچھ لوگ ہوں گے جن کی گردن تک آگ ہوگی۔‘‘ (مسلم)

تشریح: اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ اہل دوزخ عذاب کے ہلکے اور سخت ہونے میں متفاوت ہوں گے جو دنیا میں جس درجہ کا بدعقیدہ اور بدعمل رہا ہوگا، اس کو اسی درجہ کا عذاب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو جہنم کے عذاب سے محفوظ فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
12 تا 18 ربیع الثانی 1444ھ جلد 31
8 تا 14 نومبر 2022ء شمارہ 43
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 800 روپے
بیرونِ پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

PDM حکومت کے دوسو (200) دن

روایت یہ ہے کہ پہلے 100 دن کے بعد نئی حکومت کی کارکردگی کا سرسری سا جائزہ لیا جاتا ہے بلکہ یہ کہنا زیادہ بہتر ہوگا کہ دیکھا جاتا ہے کہ حکومت نے ملک کے اندرونی و بیرونی مسائل کے حوالے سے کس سمت بڑھنے کا آغاز کیا ہے۔ ہم جان بوجھ کر اور سوچ سمجھ کر 100 دن کی بجائے 200 دن کے بعد حالات کا جائزہ لے کر حکومت کی کارکردگی پر تبصرہ کر رہے ہیں۔ بہت سے مبصرین کی رائے میں موجودہ حکومت کو امریکہ خاص مقاصد کے حصول کے لئے پاکستان کی اسٹیبلشمنٹ کے ذریعے برسراقتدار لایا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ چند سالوں سے پاکستان امریکہ سے دبے پاؤں چین کی طرف کھسک رہا تھا لیکن عمران خان جمپ لگا کر امریکہ سے دور ہونا شروع ہوئے۔ کبھی فضائی اڈے دینے کے سوال پر Absolutely Not کہہ کر اور کبھی democratic summit میں شمولیت کا انکار کر کے انہوں نے امریکہ کو الوادع کہہ کر اپنا رخ مشرق کی طرف کیا۔ چین سے پہلے ہی گہرے تعلقات تھے۔ اُدھر روس اور یوکرائن کی جنگ سر پر کھڑی تھی ہر قسم کے خطرات اور ناصحانہ وعظ مسترد کر کے عمران خان روس جا پہنچے۔ اسی روز روس نے یوکرائن پر حملہ کر دیا لیکن عمران خان نے دورہ جاری رکھا بلکہ پیوٹن سے تین گھنٹے طویل ملاقات بھی کی۔ یہ دورہ امریکہ کے لئے ناقابل برداشت تھا۔ ان تمام حالات کی بڑی تفصیل تحریر کی جا سکتی ہے لیکن مختصراً یہ کہ تجزیہ نگاروں کے مطابق امریکہ نے اپنی سابقہ روایات برقرار رکھتے ہوئے وہ حکومت ہی بدل دی جو اس کے عزائم کے راستے میں حائل ہو رہی تھی۔ یہاں یہ عرض کر دینا بہت ضروری ہے کہ عمران کی امریکہ مخالف پالیسی کا امریکہ اتنا زبردست ردعمل نہ دیتا کیونکہ افغانستان کی جنگ ختم ہونے کے بعد امریکہ پاکستان کو زیادہ اہمیت نہیں دے رہا تھا لیکن یوکرائن کی جنگ نے خطے میں صورتِ حال کو مکمل طور پر بدل ڈالا۔ بھارت اپنی روایتی منافقانہ پالیسی کے مطابق امریکہ کا سٹرٹیجک پارٹنر ہونے کے باوجود یوکرائن کے مسئلہ پر امریکہ کی کھل کر حمایت نہیں کر رہا تھا۔ لہٰذا امریکہ نے فیصلہ کیا اور مبینہ طور پر پاکستان میں ایسے سیاسی لوگوں کی حکومت قائم کر دی جن کی اکثریت پر فوجداری مقدمات درج تھے جن میں اُنہیں سزائیں ہونے کے قوی امکانات تھے اور وہ ان مقدمات سے نجات حاصل کرنے اور اپنی جان بچانے کے لئے سرتوڑ کوشش کر رہے تھے۔ اُن تجزیہ نگاروں کے نزدیک امریکہ اور اندرون ملک قوتوں کو یہ کام اس لئے بھی آسان لگا کیونکہ عمران خان کے دور میں مہنگائی سے اُن کی حکومت انتہائی غیر مقبول ہو چکی تھی۔ لہٰذا اُن اندرونی بیرونی قوتوں نے حکومت مخالف اتحاد PDM سے مہنگائی دور کرنے کا نعرہ لگوایا اور مقتدر قوتوں کی مدد سے وقت کی حکومت کے خلاف تحریک عدم اعتماد منظور کروائی اور دیکھتے دیکھتے رجیم چینج ہو گئی۔ لیکن امریکہ، PDM اور اسٹیبلشمنٹ کی توقع کے خلاف عوام نے اس سازش کی بو سونگھ لی اور راتوں رات پانسہ پلٹ گیا۔ وہ عوام جو عمران حکومت سے بیزار تھے وہ

عمران خان کی کسی کال کے بغیر ہی اس کی حمایت میں سڑکوں پر نکل آئے۔ نئی حکومت اور ISPR نے نئی صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے سائفر اور امریکی مداخلت کے حوالے سے بہت قلابازیاں لگائیں، بار بار موقف بدلے اور لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کی کہ حکومت کی تبدیلی میں کسی بیرونی قوت کا ہاتھ نہیں لیکن مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی کے مصداق وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ عوام کا یقین پختہ تر ہوتا چلا گیا کہ امریکہ نے اپنا غلام بنانے کے لئے سارا کھیل کھیلا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ امریکہ کی غلامی کا پھندا تو ہم نے بیسوی صدی کے وسط میں ہی اپنے گلے میں ڈالا ہوا تھا لیکن عمران خان کی حکومت سے بھی پہلے ہماری اس وقت کی اسٹیبلشمنٹ اس پھندے کو گلے سے اتارنے کی کوشش کرنا شروع ہوگئی تھی۔

اس کوشش کو عوامی حمایت بھی حاصل تھی لیکن یوکرائن کا مسئلہ کھڑا ہوتے ہی ہم نے ایک بہت بڑا یوٹرن لیا جو رجیم چینج کا حصہ تھا اور خارجہ پالیسی کے حوالے سے اب جو اطلاعات آ رہی ہیں وہ بہت ہی خوفناک ہیں۔ روس غلط یا صحیح طور پر دعویٰ کر رہا ہے کہ پاکستان یوکرائن کی روایتی اور غیر روایتی اسلحہ سے باقاعدہ مدد کر رہا ہے۔ گویا 200 دن کے اندر ہم نے جس طرف منہ کیا ہوا تھا اُس طرف پیٹھ کر لی ہے اور جس طرف پیٹھ کرنے کی کوشش کر رہے تھے اُس طرف باقاعدہ منہ کر لیا ہے۔ جس پر عوام کا شدید ردعمل سامنے آ رہا ہے۔ وہ ردعمل یوں بھی سامنے آ رہا ہے کہ حکومت ضمنی انتخابات میں تحریک انصاف کے ہاتھوں بری طرح پٹ رہی ہے۔

ملک کے اندر بڑھتی ہوئی مہنگائی نے جلتی پر تیل ڈالا۔ وہ PDM جو مہنگائی کا ذمہ دار عمران خان اور اُس کی جماعت تحریک انصاف کو ٹھہرا رہی تھی اب وہ خود اُس پر قابو پانے میں بری طرح ناکام ہے۔ دنیا بھر میں خام تیل کی قیمتیں کم ہوئی ہیں لیکن پاکستان میں گذشتہ 200 دن میں نہ صرف پیٹرولیم مصنوعات بلکہ انسانی ضروریات سے تعلق رکھنے والی ہر شے مہنگی ہوگئی ہے اور اس مہنگائی کے حوالے سے ایسے ایسے عذر ہائے لنگ تراشے جا رہے ہیں جس سے عوام میں غم وغصہ بڑھ رہا ہے۔ مثلاً ہم روس سے اس لیے سستا تیل حاصل نہیں کر سکتے کہ اس میں مقامی اور بین الاقوامی سطح پر بہت سی رکاوٹیں ہیں جبکہ حکومتی ادارہ ECC گندم روس سے درآمد کی اجازت دے کر خود ہی اس جھوٹ کا پول کھول رہا ہے کیونکہ خام تیل کی اجازت امریکہ نہیں دے رہا لہٰذا حکومت عوام کا پیسہ اس لیے زیادہ خرچ کر رہی ہے تاکہ امریکہ جس نے ہمیں ایک مرتبہ پھر شرف غلامی بخش دیا ہے وہ ناراض نہ ہو جائے۔ حیرت کی بات ہے کہ افغانستان جیسا غریب پسماندہ ملک اعلانیہ طور پر روس سے گندم اور خام تیل خرید رہا ہے۔ یہاں اس بات کا ذکر کرتے چلے جائیں کہ گذشتہ 200 دن میں افغانستان کو پاکستان سے بہت سی شکایتیں پیدا ہوئی ہیں۔ اُن کے وزیر دفاع نے پریس کانفرنس میں پاکستان پر الزام لگایا ہے کہ وہ امریکہ کو افغانستان میں کاروائی کرنے کے لیے اپنی فضائیں استعمال کرنے کی اجازت دے رہا ہے۔ بعض تجزیہ نگاروں کے نزدیک یہ بھی رجیم چینج کا نتیجہ ہے۔

جب 2019ء میں سابقہ حکومت نے IMF سے معاہدہ کیا تھا تو موجودہ حکومت جو اُس وقت اپوزیشن میں تھی اُس نے طوفان اٹھا دیا تھا کہ پاکستان کو IMF کے ہاتھوں فروخت کر دیا ہے یا گروی رکھ دیا ہے۔ ہم نے بھی اُس وقت تحریک انصاف کی حکومت پر شدید تنقید کی تھی کیونکہ ہماری رائے میں یہی اقدامات حقیقی طور پر غلامی کے وہ پھندے ہیں جو ایک آزاد قوم بننے کے راستے میں رکاوٹ ہیں۔ بہرحال اُس حکومت نے 2021ء میں مختلف حیلے بہانوں سے IMF کے پروگرام کو معطل کر دیا تھا۔ موجودہ حکومت نے بدتر اور شاید بدترین شرائط کے ساتھ IMF کے پروگرام کو نہ صرف دوبارہ اپنا لیا بلکہ اُس کی مدت اور رقم میں بھی اضافہ کر لیا ہے۔ وہ ڈالر جو سابقہ دور میں 178 یا 180 تک پہنچا تھا ترقی کر کے 230 تک پہنچ گیا تھا۔ اب بڑی چیخ وپکار کے بعد 222 پر واپس آیا۔ بحرحال 200 دن میں چالیس پینتالیس روپے کا اضافہ ہوا ہے۔ IMF کے احکامات کی پابندی کرتے ہوئے پاکستان نے بجلی اور گیس کے نرخوں میں ہوش ربا اضافہ کر دیا گیا۔ جس سے کسان اور صنعت کار دونوں کی کمر ٹوٹ گئی ہے صنعتی اور زرعی پیداوار بری طرح متاثر ہوئیں اور 21-2020ء میں پاکستان کی GDP جو 6% ہوگئی تھی وہ کم ہو کر 2% ہوتی نظر آ رہی ہے۔

اگرچہ سیلاب نے پاکستان کے ایک بہت بڑے حصے کو بری طرح متاثر کیا ہے لیکن گذشتہ حکومت کو بھی عالمی وبا کرونا نے زبردست اقتصادی دھچکا دیا تھا۔ اہم ترین بات یہ ہے کہ سب جانتے ہیں کہ پاکستان میں آنے والا یہ سیلاب درحقیقت اُن بڑے ممالک کی فضائی آلودگی کی وجہ سے موسمیاتی تبدیلیاں پیدا ہونے کی وجہ سے آیا ہے لیکن موجودہ حکومت اپنا کیس اس طرح لڑنے کی بجائے کہ یہ نقصان اُن کی وجہ سے ہوا ہے لہٰذا وہ اُن کے اس نقصان کی تلافی کریں دوسرے ممالک کے ترلے منتیں کر رہے ہیں کہ ترس کھا کر اُن کی جھولی میں کوئی خیرات ڈال دی جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان ایک غریب اور مقروض ملک ہے وہ کسی کے گریبان میں ہاتھ نہیں ڈال سکتا لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب بھی نہیں کہ ہم اپنے حق کے لیے بھی آواز نہ اٹھائیں ہماری حکومت کو میڈیا کے ذریعے طوفان اٹھا دینا چاہیے تھا کہ پاکستان کو ہونے والے اس نقصان کی عالمی برادری ذمہ داری لے، پھر جو بھی ہوتا لیکن ہمیں یہ مؤقف ضرور شدت سے اپنانا چاہیے تھا۔ اسی حکومت کے ان 200 دنوں میں وفاقی شرعی عدالت نے سود کی لعنت کو ختم کرنے کے حوالے سے ایک تاریخی فیصلہ دیا۔ لیکن باوجود اس کے کہ JUI(F) جیسی مذہبی جماعت جو حکومت کی شراکت دار ہے، حکومت اس فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں چلی گئی یہاں ہم اپنی اس رائے کا لازماً اظہار کریں گے کہ سود کے حوالے سے پاکستان کی کسی بھی سیاسی جماعت میں چاہے وہ تحریک انصاف ہو یا کوئی اور اتنی جرأت، ہمت اور ایمان نہیں ہے کہ وہ فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلے کو من وعن قبول کر کے سود کے خاتمے کے لیے عملی اقدامات کرے۔ بہرحال قسمت نے اللہ اور رسول ﷺ کے خلاف جنگ جاری رکھنے کا یہ فیصلہ PDM کی حکومت کی گردن میں ڈالا۔ پھر ٹرانس جینڈر قانون جو 2018ء میں مسلم لیگ (ن) (باقی صفحہ 15 پر)

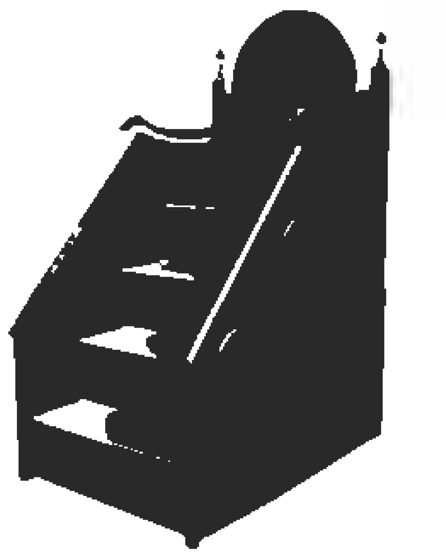

بحرانوں سے نکلنے کا واحد راستہ: سچی توبہ

(سورۃ نوح کی آیات 10 تا 14 کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 28 اکتوبر 2022ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

آج ان شاء اللہ ہم سورۃ نوح کی آیات 10 تا 14 کا مطالعہ کریں گے۔ حضرت نوح علیہ السلام اولوالعزم (عالی ہمت) رسولوں میں سے ہیں۔ قرآن حکیم میں سورۃ العنکبوت میں ذکر ملتا ہے کہ آپؑ ساڑھے نوسو سال تک استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی قوم کو اللہ کے دین کی طرف بلاتے رہے، توحید کی دعوت دیتے رہے، شرک سے منع کرتے رہے۔ بائبل کے بیان کے مطابق اس ساڑھے نوسو سال کی محنت کے نتیجے میں صرف 70 یا 80 افراد ایمان لائے۔ یعنی اوسطاً 13، 14 سال میں ایک شخص نے نوح علیہ السلام کی دعوت قبول کی۔ یہ استقامت، صبر اور ہمت کی عظیم مثال ہے، جو اللہ کے دین کے لیے کام کرنے والوں کے لیے عظیم سبق کی حامل ہے۔ ان کی ساڑھے نوسو برس کی داستان کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورۃ نوح میں بڑے جامع انداز میں اور مختصر الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وہاں بیان فرمایا کہ نوح علیہ السلام نے کس طرح دردمندی کے ساتھ ان کو دن میں بھی پکارا، رات میں بھی، پوشیدہ طور پر بھی اور اعلانیہ بھی، انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی سطح پر بھی لوگوں کو دعوت دی۔ قرآن مجید رسولوں کے واقعات، قوموں کی داستانیں، پیغمبروں کا طرزعمل اور صاحب ایمان لوگوں کا کردار ہمارے سامنے ہماری رہنمائی کے لیے لاتا ہے۔ قرآن حکیم کوئی قصے کہانیاں کی کتاب نہیں بلکہ یہ کتاب ہدایت ہے۔ اب انبیاء و رسل کا سلسلہ ختم ہوگیا لہٰذا اب دین کی دعوت کو پیش کرنا اُمت مسلمہ کی ذمہ داری ہے۔ اس ذمہ داری کو ادا کرنے کے لیے اُمت کے سامنے قرآن مجید میں پیغمبروں کے طرزعمل، استقامت اور صبر کی مثالیں رکھ دی ہیں۔ نوح علیہ السلام کے قصے میں ہمارے لیے یہ رہنمائی رکھ دی ہے کہ ہم دعوت دین کے کام میں مایوس نہ ہوں، چاہے کوئی ایک بندہ بھی آپ کی بات سننے کے لیے تیار نہ ہو مگر آپ نے اپنی ذمہ داری کو ادا کرتے رہنا ہے، اسی میں آپ کی اُخروی نجات ہے۔ نوح علیہ السلام کا ایک بیٹا اور بیوی ایمان نہیں لائے لیکن اس کے باوجود آپؑ اللہ کے سامنے سرخرو ہیں کیونکہ آپؑ کا کام صرف دعوت دینا تھا۔ ہدایت دینا صرف اللہ کا کام ہے۔

زیر مطالعہ آیت میں فرمایا:

﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۭ﴾ ''پس میں نے ان سے کہا کہ تم اپنے رب سے استغفار کرو۔'' (نوح)

مرتب: ابو ابراہیم

ہر پیغمبر کی دعوت کا اولین نکتہ تو یہ ہوتا ہے: جیسا کہ ہر پیغمبر نے فرمایا:

﴿قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ﴾ (الاعراف:65) ''اُسؑ نے کہا اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی بندگی کرو، تمہارا کوئی الٰہ اس کے سوا نہیں ہے۔''

یہ رسولوں کی دعوت کا بنیادی نکتہ ہے کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ اسی طرح پیغمبروں کی دعوت کا ایک نکتہ ہم کئی رسولوں کے واقعات میں پڑھتے ہیں۔ جیسے فرمایا:

﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝۵۰﴾ (آل عمران) ''پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔''

اللہ کا تقویٰ اختیار کرنا اور اللہ اور اس کے رسولوں کی اطاعت بھی ہر پیغمبر کی دعوت کا ایک لازمی حصہ ہوتا ہے کیونکہ اللہ کی عبادت اور اطاعت کا نمونہ ہر پیغمبر کی ذات میں ملے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہر پیغمبر کی دعوت میں ایک لازمی نکتہ استغفار بھی ہوتا ہے اور استغفار کے ساتھ توبہ کا لفظ بھی آتا ہے۔ جیسے سورۃ ھود میں فرمایا:

﴿وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ۭ﴾ (ھود:90) ''اور استغفار کرو اپنے رب سے، پھر اس کی طرف رجوع کرو۔''

یہ دو الفاظ ساتھ ساتھ آتے ہیں۔ استغفار اور توبہ میں بنیادی فرق کیا ہے؟ استغفار عموماً ماضی کے گناہوں کے حوالے سے ہے کہ بندہ اللہ کے حضور شرمندہ ہوتا ہے، ندامت کا اظہار کرتا ہے اور بخشش کا سوال کرتا ہے اور توبہ اصل میں آئندہ گناہوں سے بچنے کے ارادے اور عزم کا نام ہے۔ توبہ کا اصل ترجمہ ہے: پلٹ آنا، لوٹ آنا۔ یعنی گناہوں کو چھوڑ کر فرمانبرداری کی طرف آجانا۔ معصیت کو چھوڑ کر اطاعت کی روش پر آجانا۔ یہ جو ہمارا تصور ہے کہ توبہ توبہ کی تسبیح کہتے رہو، اس سے توبہ نہیں ہوتی یعنی توبہ کہنے سے نہیں بلکہ توبہ کرنے سے توبہ ہوتی ہے۔ البتہ استغفار کے کلمات قرآن حکیم بھی سکھاتا ہے اور پیغمبروں نے بھی یہ الفاظ سکھائے ہیں۔ جیسے یونس علیہ السلام کے دعائیہ الفاظ یہ ہیں:

﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ڰ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۸۷﴾ (سورۃ الانبیاء) ''تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے اور یقیناً میں ہی ظالموں میں سے ہوں۔''

یہ الفاظ انہوں نے مچھلی کے پیٹ میں ادا کیے تھے۔ اسی

طرح آدم وحوا علیہما السلام کے الفاظ یہ ہیں:

﴿قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا سکتة وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٢٣﴾﴾ (الاعراف) ''(اس پر) وہ دونوں پکار اُٹھے کہ اے ہمارے رب ہم نے ظلم کیا اپنی جانوں پر، اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ فرمایا اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو ہم تباہ ہونے والوں میں سے ہو جائیں گے۔''

اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ نے بھی استغفار کے الفاظ سکھائے ہیں:

((استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ))

((استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ)) یہ سارے کلمات بہترین ہیں۔ ان کا ہمیں اہتمام کرنا چاہیے اور اپنے معمولات میں شامل رکھنا چاہیے۔ البتہ جہاں دل میں ندامت ہو، زبان پر استغفار کے کلمات ہوں۔ وہاں آنکھوں میں کچھ آنسو بھی ہونے چاہئیں۔ اللہ کو دو قطرے بڑے پسند ہیں۔ ایک خون کا وہ قطرہ جو اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہوئے بندے کے جسم سے بہہ جائے اور دوسرا آنسو کا وہ قطرہ جو اللہ کی خشیت اور خوف کی وجہ سے بندے کی آنکھوں سے بہہ جائے۔ آج یہ قطرے کم ہو گئے ہیں، آج دل سخت ہو گئے ہیں۔ آج دلوں میں نرمی نہیں رہی۔ دوسرے معاملات میں قوم رو رہی ہے۔ کرکٹ میچ میں ایک رن سے پاکستان ہار گیا۔ اس پر ہماری قوم رو رہی تھی۔ ہمارا سب سے بڑا مسئلہ شاید کرکٹ ہے۔ بیچاروں کو رونا آرہا ہے، چہرے بجھے ہوئے ہیں، ہمارے وزیر اعظم صاحب نے بھی بیان جاری کر دیا۔ ہمارے ریاستی ادارے لکھتے تھے:

"Cricket is a matter of life and death for us"

''کرکٹ ہمارے لیے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔''

انا للہ وانا الیہ راجعون!، اللہ کے لیے رونا نہ آیا، چہرے کا رنگ نہ بدلا۔ حالانکہ بندہ اللہ کے حضور روئے اور اللہ کے حضور پلٹے تو اللہ قدر کرتا ہے۔ بخاری شریف کی حدیث میں سات قسم کے افراد کا ذکر ہے کہ جن کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے عرش کا سایہ عطا فرمائے گا اور اس وقت اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ ان میں ایک وہ ہوگا جو تنہائی میں اللہ کے خوف کی وجہ سے رویا ہے۔ بہرحال توبہ واستغفار کے لیے ضروری ہے کہ بندے میں ندامت ہو، آنکھوں میں آنسو ہوں اور پھر توبہ کا پکا ارادہ بھی ہو کہ آئندہ سرکشی، بغاوت اور گناہ نہیں کرے گا۔ یہ اصل توبہ ہے۔ ایک اور پہلو بھی ہے کہ گناہوں کے علاوہ بھی استغفار کرنی ہوتی ہے۔ اسی طرح استغفار صرف گناہوں کی معافی چاہنے تک محدود نہیں بلکہ اس کا وسیع مفہوم ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ جب فرض نماز پڑھتے تھے تو سلام پھیرنے کے بعد پڑھتے تھے: اللہ اکبر، استغفر اللہ، استغفر اللہ، استغفر اللہ، یہ امام الانبیاء ہیں، ان کے سجدوں اور قیام کا عالم کیا ہوگا۔ ان کا اللہ کے ساتھ تعلق کا عالم کیا ہوگا مگر اس کے باوجود آپ ﷺ یہ پڑھتے تھے۔ علماء نے لکھا ہے کہ یہ حضور ﷺ کی عاجزی اس معنی میں ہے کہ مالک تیرے حکم پر جھک تو گیا لیکن اگر اس میں کوئی کمی رہ گئی ہو تو اس پر بخشش چاہتا ہوں۔ اگر رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد استغفار کر رہے ہیں تو ہمیں کتنا استغفار کرنا چاہیے۔ معلوم ہوا کہ استغفار صرف گناہوں پر نہیں ہوتا بلکہ نیکیوں پر بھی ہوتا ہے۔ یعنی نیکی کرنا جیسا کہ نیکی کا حق ہے وہ تو ہمارے بس میں نہیں ہے لہٰذا اس پر بھی استغفار ہے۔

اگلی بات بڑی پیاری ہے۔ فرمایا:

﴿اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ﴿١٠﴾﴾ (سورۃ النوح: 10) ''یقیناً وہ بہت بخشنے والا ہے۔''

اللہ کو خوب معلوم ہے کہ بیچارے بندے کمزور ہیں اور جلد باز ہیں۔ ایک جگہ فرمایا:

﴿اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ط﴾ (الملک: 14) ''کیا وہی نہ جانے گا جس نے پیدا کیا ہے؟''

پریس ریلیز 4 نومبر 2022ء

سابق وزیر اعظم عمران خان پر قاتلانہ حملہ انتہائی قابلِ مذمت ہے

شجاع الدین شیخ

سابق وزیر اعظم عمران خان پر قاتلانہ حملہ انتہائی قابلِ مذمت ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطابِ جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں سیاسی کشیدگی اب ذاتی جنگ کی حیثیت اختیار کر چکی ہے اور ہمارا معاشرہ بُری طرح تقسیم ہو گیا ہے جو بہر صورت ایک المیہ ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ لانگ مارچ پر دہشت گردی کے خدشات کا اظہار کیا جا رہا تھا۔ اُنہوں نے پرامن احتجاج اور جائز اظہارِ رائے، چاہے کہیں بھی ہو، اُسے تشدد کے ذریعے دبانے کی کوشش کی مذمت کی۔ اُنہوں نے جاں بحق ہونے والے تحریکِ انصاف کے کارکن کی مغفرت اور زخمیوں کی صحت یابی کے لیے دعا کی۔ اُنہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ سابق وزیر اعظم عمران خان کی جان بچ گئی اور ملک ایک عظیم سانحہ سے دوچار ہونے سے محفوظ رہا۔ اُنہوں نے تحریکِ انصاف کے کارکنوں کو صبر وتحمل کا مظاہرہ کرنے، کسی بھی جوابی پُرتشدد اقدام سے اجتناب کرنے اور تحقیقات مکمل ہونے سے پہلے الزام تراشی نہ کرنے کی تلقین کی اور حکومتی وزراء کو غیر ضروری بیانات کے ذریعے جلتی پر تیل ڈالنے سے گریز کرنے کی ہدایت کی۔ اُنہوں نے مطالبہ کیا کہ حکومت اس سانحے کی تحقیقات کے لیے ایسی JIT بنائے جس سے عوام مطمئن ہوں اور عدل کے تقاضے بھی پورے ہوں۔ اُنہوں نے کہا کہ سیاست سے تشدد کا مکمل خاتمہ ہونا چاہیے اور سیاسی اختلافات کو صرف مذاکرات سے طے کرنا چاہیے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

اگر بندہ سچی توبہ لے کر آئے تو اللہ تعالیٰ گناہ معاف کر دے گا۔ اللہ کی ذات بڑی غیور ذات ہے۔ بندہ ہاتھ پھیلائے تو اللہ کو خالی ہاتھ لوٹاتے ہوئے حیا آتی ہے۔ بندوں کو بھی حیا کرنی چاہیے کہ آئندہ نافرمانی نہ کریں۔

ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ((سبقت رحمتی غضبی)) ''میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی''۔ پھر یہ کہ اللہ تعالیٰ کا اولین تعارف بھی یہی ہے:

﴿اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝﴾ ''کل شکر اور کل ثنا اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار اور مالک ہے۔ بہت رحم فرمانے والا' نہایت مہربان ہے''۔

یہ پہلا تعلق ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ بیان فرماتا ہے۔ لیکن وہ سریع الحساب اور شدید العقاب یعنی جلد حساب لینے والا اور سخت عذاب دینے والا بھی ہے۔ یہ دونوں شانیں اللہ کی بیک وقت سامنے رہنی چاہئیں۔ اسی لیے (الرحمن الرحیم) کے فوراً بعد فرمایا:

مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ۝ ''جزا و سزا کے دن کا مالک ہے۔''

بہر حال وہ بڑا غفور، رحیم اور معاف فرمانے والا ہے۔ اس کی رحمت کا معاملہ یہ ہے کہ صحیح مسلم کی روایت ہے، رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ نے اپنی رحمت کے سو حصے فرمائے ایک کو مخلوق میں بانٹ دیا اور ننانوے حصے اپنے پاس رکھے۔ مخلوق سے مراد صرف سات آٹھ ارب انسان نہیں بلکہ سارے انسان، حیوان، چرند، پرند اور ہر چیز اس میں شامل ہے۔ پتھر کی چٹان کے اندر بھی اگر کیڑا ہے اور اس کو بھی غذا پہنچ رہی ہے تو اس کی رحمت کا ظہور ہو رہا ہے۔ انسانوں کو ہی لے لیں، ایک بندے کے کس قدر رشتے ہوتے ہیں۔ ان سارے رشتوں میں محبت اللہ نے ڈالی۔ اسی طرح ایک عورت کے کتنے رشتے ہیں۔ وہ بیوی، ماں، بہن، بیٹی، خالہ، پھوپھی، نانی، دادی وغیرہ سب کچھ ہے یہ کس قدر رحمتیں ہیں۔ یہ اللہ کے اس ایک حصے کا ظہور ہے۔ حتیٰ کہ حدیث میں ذکر آیا کہ جب گھوڑی حاملہ ہوتی ہے تو وہ بھی قدم احتیاط سے رکھتی ہے تا کہ اس کے حمل میں پلنے والے بچے کو تکلیف نہ ہو۔ یہ بھی اللہ کی رحمت میں سے ایک حصہ کا ظہور ہے۔ جس رب نے ننانوے حصے اپنے پاس رکھے ہوں گے اس کی رحمت کا عالم کیا ہوگا۔ اس کی رحمتوں اور برکتوں کا کوئی شمار نہیں ہے۔ فرمایا:

﴿یُّرۡسِلِ السَّمَآءَ عَلَیۡکُمۡ مِّدۡرَارًا ۝۱۱﴾ ''وہ تم پر آسمان سے خوب بارشیں برسائے گا'' (نوح:11)

بارش بھی اللہ کی کس قدر بڑی نعمت ہے۔ اس کے کتنے فوائد ہیں انسان شمار نہیں کر سکتا۔ اگر نہ ہو تو یہ دریا خشک ہو جائیں، پینے کا پانی ختم ہو جائے، خشک سالی اور قحط کا مسئلہ پیدا ہو جائے۔ زندگی مفلوج ہو کر رہ جائے۔ آگے فرمایا:

﴿وَّیُمۡدِدۡکُمۡ بِاَمۡوَالٍ وَّبَنِیۡنَ﴾ ''اور وہ بڑھا دے گا تمہیں مال اور بیٹوں سے'' (نوح:12)

مال اور اولاد کس کو نہیں چاہیے۔ اس ماحول کو ذہن میں رکھیے جہاں قرآن نازل ہو رہا ہے۔ باغات کی اہمیت وہاں بھی تھی ہمارے ہاں بھی ہے۔ زراعت کو بھی ذہن میں لے آیئے۔ آگے فرمایا:

﴿وَیَجۡعَلۡ لَّکُمۡ جَنّٰتٍ وَّیَجۡعَلۡ لَّکُمۡ اَنۡہٰرًا ۝۱۲﴾ ''اور تمہیں باغات عطا کرے گا اور تمہارے لیے (چشمے اور) نہریں رواں کر دے گا۔''

اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ استغفار کرو، اللہ کی طرف لوٹ آؤ، اللہ بارش بھی عطا فرمائے گا، اللہ مال بھی عطا فرمائے گا، اللہ بیٹے بھی عطا فرمائے گا اور اللہ تمہارے لیے باغات اور نہروں کو بھی جاری فرما دے گا۔ سیدنا عمرؓ کے دور میں ایک مرتبہ بارش نہ ہوئی۔ آپؓ تشریف لائے لوگوں کو جمع کیا اور استغفار کر کے چلے گئے۔ بعد میں اللہ کے فضل و کرم سے بارش ہو بھی گئی۔ گو کہ نماز استسقاء اللہ کے رسول ﷺ کی سنت سے ثابت ہے اور قرآن حکیم سے یہ عمل بھی ثابت ہے۔ بہر حال اس استغفار کی دنیوی برکات بھی ہیں۔

آج ہماری کیلکولیشنز آئی ایم ایف، ورلڈ بنک، امریکہ اور فیٹف تک جا کر رکتی ہیں لیکن تب بھی معاملات سیٹل نہیں ہو رہے۔ بحران پر بحران بڑھتے چلے جا رہے ہیں مگر پھر بھی ہماری نگاہ مسبب الاسباب پر نہیں جاتی۔ سیاستدانوں کا حال بھی یہی ہے۔ جب ریاستی ادارے ساتھ ہوں تو وہ اچھے ہیں اور جب ساتھ نہ ہوں تو وہ اچھے نہیں ہوتے۔ گویا ان کو یقین ریاستی اداروں پر ہے، اللہ پر نہیں ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ کا کلام کہہ رہا ہے کہ اللہ کے ساتھ معاملات سیٹ کرو، استغفار کی طرف آجاؤ تو تم پر نعمتوں کی بارش کر دوں گا۔

ہم اجتماعی استغفار کی بار بار بات کرتے آئے ہیں۔ یہ ہمارا اجتماعی جرم ہے کہ ہم نے ملک اللہ کے نام پر لیا لیکن ہم نے اللہ کا دین یہاں قائم نہیں کیا اور ادھر ہماری توبہ یہ ہوگی کہ اللہ کے دین کو قائم کریں، اس سے کمتر پر ہمارے اجتماعی معاملات نہیں سنوریں گے۔ آگے فرمایا:

﴿مَا لَکُمۡ لَا تَرۡجُوۡنَ لِلّٰہِ وَقَارًا ۝۱۳﴾ ''تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی عظمت کے امیدوار نہیں ہو؟'' (نوح)

اس آیت کی اہل علم نے بڑی خوبصورت تشریحات فرمائیں۔ تمہاری محبت سب سے بڑھ کر اللہ کے لیے کیوں نہیں؟ تمہاری محنت سب سے بڑھ کر اللہ کے لیے کیوں نہیں؟ کیا تمہیں اللہ کی عظمت کا اعتقاد نہیں؟ کیا تمہیں اللہ کے وعدوں پر یقین نہیں؟ دنیا کا کوئی صاحب اختیار ہوتا ہے تو اس کے پروٹوکولز کا تم بڑا لحاظ رکھتے ہو، اس کا ڈر بھی تم پر طاری رہتا ہے۔ اس کو خوش کرنے کے لیے تم بڑے بہانے بناتے ہو۔ اپنے انفرادی معاملات میں ہماری غیرتیں اور حمیتیں فوراً جاگ جاتی ہیں، لیکن اگر گھر میں ہی اللہ کا حکم ٹوٹتا ہو، گھر میں بے پردگی کا اہتمام ہو، گھر کے اندر حرام مال آرہا ہو تو کیا ہمارے چہرے کا رنگ بھی بگڑتا ہے؟ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔ یہ دنیا امتحان ہے۔ یہاں عوام کا، حکمرانوں کا، ججز کا، سب کا امتحان ہو رہا ہے۔ خدا کی قسم! ہم سب یہ سوچیں جو کچھ ہم آج کر رہے ہیں، کیا ہم اللہ کو جواب دے سکیں گے؟ کیا ہم اللہ کا سامنا کر سکیں گے؟ اگر ہم اللہ کو منہ دکھانے کے لیے تیار ہیں تو سب صحیح ہیں ماشاء اللہ اور اگر ہم اس لمحے کے لیے تیار نہیں ہیں تو پھر ہم سب کو اپنی اصلاح پر توجہ کرنی چاہیے۔ موت سب کو آنی ہے اور سب کو حاضر ہونا ہے ایک بڑے حساب کے لیے، جس سے کوئی بھی بچ نہیں سکے گا۔ آگے فرمایا:

﴿وَقَدۡ خَلَقَکُمۡ اَطۡوَارًا ۝۱۴﴾ ''اور اس نے تمہیں پیدا کیا ہے درجہ بدرجہ۔'' (نوح)

یہ انسان اللہ کی تخلیق کا شاہکار ہے۔ اللہ خود فرماتا ہے:

﴿خَلَقۡتُ بِیَدَیَّ ؕ﴾ (ص: 75) ''جسے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے؟''

اس پوری کائنات میں حضرت انسان اللہ کی تخلیق کا ایک ماسٹر پیس ہے۔ انسان اپنے وجود میں جھانکے تو اللہ کی معرفت کی نشانیاں دیکھے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سچی توبہ اور استغفار کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

۞۞۞

کیا نظامِ باطل میں اطاعتِ رسول ﷺ ممکن ہے؟

ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ

> تنظیم اسلامی کراچی کے زیر اہتمام 1993ء میں طیبہ مسجد گلشن اقبال، کراچی میں امیر تنظیم اسلامی اور داعی تحریک خلافت پاکستان ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ نے ”کیا نظامِ باطل میں اطاعتِ رسول ﷺ ممکن ہے؟“ کے عنوان سے خصوصی خطاب فرمایا تھا۔ خصوصی اہمیت کے پیش نظر اس کو ندائے خلافت کے قارئین کے لیے شائع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

سورۃ النور کے ساتویں رکوع کی چار آیات 54 تا 57 کا درس دینا مطلوب ہے۔ آغاز ہی میں اپنی نیت اور ارادے کی تصحیح کر لیجیے۔ اس لیے کہ قرآن حکیم کا سننا اور پڑھنا اس نیت کے ساتھ ہونا چاہیے کہ جو بات سامنے آئے اور دل اُس پر یہ گواہی بھی دے دے کہ قرآن کا معنی و مفہوم اور اس کی مراد و منشا یہی ہے تو پھر اس پر عمل کی کوشش ضرور کریں گے۔ اگر یہ نیت اور ارادہ پہلے سے موجود نہ ہو تو پھر قرآن کا پڑھنا اور سننا صرف ایک ذہنی ورزش ہے۔

قرآن حکیم کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ((اَلْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَکَ اَوْ عَلَیْکَ)) (صحیح مسلم) ”قرآن تمہارے حق میں دلیل ہے یا تمہارے خلاف“۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر آپ نے قرآن کو سنا، پڑھا، سمجھا اور پھر اس پر عمل بھی کیا تو یہ قرآن آپ کے حق میں دلیل بن گیا------ دلیل راستہ دکھانے والی شے کو بھی کہتے ہیں، گویا یہ قرآن دنیا میں بھی آپ کو راستہ دکھائے گا اور آخرت میں بھی یہ آپ کے حق میں شفاعت کرے گا۔ قرآن کی شفاعت کا ذکر بھی حدیثِ نبویؐ میں آیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”روزہ اور قرآن دونوں قیامت کے دن بندے کی سفارش کریں گے۔ روزہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! میں نے اس بندے کو دن کے اوقات میں کھانے پینے اور نفس کی خواہش کو پورا کرنے سے روکے رکھا تھا، آج میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما۔ اور قرآن کہے گا: میں نے اس کو رات کے سونے اور آرام کرنے سے روکے رکھا تھا، آج میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما۔ چنانچہ (روزہ اور قرآن) دونوں کی سفارش (اس بندہ کے حق میں) قبول فرمائی جائے گی۔“ (رواہ البیہقی)

الغرض اگر ہم قرآن سمجھیں، پڑھیں اور اس پر عمل کریں تو قرآن ہمارے لیے دنیا میں دلیل راہ اور آخرت میں شافع بنے گا اور اگر ہم قرآن کو صرف پڑھیں اور سنیں، لیکن اس پر عمل نہ کریں تو یہ قرآن ہمارے خلاف استغاثہ لے کر کھڑا ہو جائے گا کہ پروردگار! اس نے مجھے پڑھا بھی، سمجھا بھی، لیکن پھر عمل نہیں کیا۔ گویا یہ پڑھنا، سننا اور سمجھنا بجائے مفید ہونے کے الٹا نقصان دہ ہو جائے گا، بایں طور کہ ہمارے خلاف اللہ کے ہاں ایک گواہی اور بڑھ جائے گی۔

ایک تو یہ ہے کہ انسان یہ کہہ سکے کہ پروردگار مجھے معلوم نہیں اور جن کے ذمے مجھ تک پہنچانا تھا انہوں نے نہیں پہنچایا، تو کسی درجے میں یہ اس کا عذر ہو گا۔ لیکن اگر بات پہنچ بھی گئی اور پھر بھی عمل نہ کیا تو یہ عذر بھی ختم ہو گیا اور اب یہ قرآن ہمارے خلاف استغاثہ لے کر کھڑا ہو جائے گا۔ یہ بات آغاز ہی میں اس لیے بیان کر دی گئی ہے تاکہ درسِ قرآن کی اس محفل میں جنہیں بھی اللہ نے شرکت کی توفیق عطا فرمائی ہے، جو اپنے معمولات میں سے وقت نکال کر آئے ہیں اور جنہوں نے اپنی مصروفیاتِ زندگی میں سے وقت کا کچھ حصّہ اس مجلس کے لیے فارغ کیا ہے، ان کے لیے اس مجلس میں شرکت حقیقتاً مفید ہو، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ چنانچہ اپنے دل میں ایک عزم کر لیں، پختہ ارادہ کر لیں کہ آج جو بات بھی ہمارے سامنے آئے گی ہم اس پر ضرور عمل کریں گے۔

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ

اب ان آیات کا مطالعہ کرتے ہیں۔ پہلی آیت میں فرمایا: ﴿قُلْ﴾ ”(اے نبی ﷺ) آپ کہہ دیجیے“۔ یہاں خطاب آنحضور ﷺ سے ہے۔ ﴿اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ج﴾ ”اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی“۔ ﴿فَاِنْ تَوَلَّوْا﴾ ”پھر اگر تم روگردانی کرتے ہو“ ﴿فَاِنَّمَا عَلَیْهِ مَا حُمِّلَ﴾ ”تو (سن لو کہ) انؐ کے ذِمّہ صرف وہی ہے جو بوجھ ان پر ڈالا گیا ہے“۔ یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کی ذِمّہ داری ربّ العالمین کا پیغام تم تک پہنچانے کی تھی اور آپ اپنی یہ ذِمّہ داری ادا کر کے بریَ الذِمّہ ہو گئے۔ ﴿وَعَلَیْکُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ط﴾ ”اور تم پر وہ بوجھ ہے جو تم پر ڈالا گیا ہے“۔ یعنی تم اپنی ذِمّہ داریوں کے لیے مسئول ہو گے اور تمہیں ان کے بارے میں جواب دہی کرنی پڑے گی۔ اس ضمن میں نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ضرور یاد رکھنا چاہیے: ((اَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَ کُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِهٖ)) (متفق علیہ) ”سن لو! ہر شخص نگران ہے اور ہر شخص سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔“

﴿وَاِنْ تُطِیْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ط﴾ ”اور اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تب ہی تم ہدایت یافتہ ہو گے“۔ یہاں ہدایت کے دونوں مفہوم ذہن میں رکھیے۔ ہدایت کا ایک معنی تو راستہ دکھانا ہے اور راستہ دکھانے والے تو آپ ﷺ ہی ہیں، لہٰذا رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو گے تو سیدھے راستے پر چلو گے۔ جبکہ ہدایت کا دوسرا مفہوم ہے منزلِ مقصود تک پہنچا دینا۔ اس اعتبار سے آیت کے اس ٹکڑے کا مفہوم یہ ہو گا کہ اگر نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کی پیروی کرو گے اور ان کا حکم مانو گے تبھی اپنی منزلِ مراد کو پہنچ سکو گے اور تمہیں اُخروی کامیابی نصیب ہو گی جو بندۂ مؤمن کا اصل مقصود اور نصب العین ہے۔ اس کے برعکس اگر رسول کی اطاعت نہیں ہو گی تو گویا ان دونوں چیزوں سے محروم رہو گے۔

آیت کے آخر میں فرمایا: ﴿وَمَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ﴿۵۴﴾﴾ ”اور نہیں ہے رسول پر (کوئی ذِمّہ داری) مگر صاف صاف پہنچا دینا“۔ رسول ایلچی اور پیغامبر ہیں، یعنی اللہ کا پیغام پہنچانا ان کی ذِمّہ داری ہے۔ اگر انہوں نے یہ ذِمّہ داری ادا کر دی تو وہ بری ہو گئے اور جن تک اللہ کے احکام پہنچ گئے وہ مسئول ہوں گے۔ اب ان کے ذمے اس ابدی ہدایت کو لوگوں تک پہنچانا ہے اور پہنچانا بھی ایسا ہونا چاہیے کہ کوئی اشتباہ اور ابہام نہ رہے، اور

بات اس طور پر واضح اور مبرہن ہو جائے جیسے ہم کہتے ہیں: دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جانا -------- اَلۡمُبِیۡنُ یہاں اَلۡبَلٰغ کی صفت ہے۔ اَبَانَ یُبِیۡن کا معنی ہے ظاہر کرنا، واضح کرنا۔ اور اسی کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ جدا کرنا، ممیز کرنا، علیحدہ علیحدہ کر دینا (to discrete)۔ طلاق بائن کو بھی ''بائن'' اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ شوہر اور بیوی کے درمیان مکمل جدائی کرا دیتی ہے۔

اطاعتِ رسول ﷺ اور اس کی اہمیت

اس آیہ مبارکہ کے مضامین کا شمار قرآن مجید کے بہت اہم مضامین میں ہوتا ہے اور اطاعت رسول کا مضمون تو قرآن مجید میں سینکڑوں مرتبہ آیا ہے۔ لیکن یہاں اطاعت رسولؐ کا ایک خاص مفہوم ہے اور یہ اگلی آیت کے لیے بطور تمہید کے ہے۔ اس حوالے سے میں چاہتا ہوں کہ اس آیت کے مضامین کو تفصیل سے تجزیہ کر کے سمجھ لیجیے۔

پہلی بات اس آیت میں یہ فرمائی گئی: ﴿اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ﴾ یعنی اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی۔ یہ تو گویا دو اور دو چار کی طرح بالکل سیدھی بات ہے کہ اللہ کو مانا ہے تو اس کا حکم بھی مانو، رسول کو مانا ہے تو ان کے فرمودات کے سامنے سرِ تسلیم خم بھی کرو۔ اگر یہ نہیں کرتے تو وہ ماننا تو جھوٹ موٹ کا ماننا ہوا، جس کے بارے میں سورۃ الصف آیت 2 اور 3 میں فرمایا گیا: ''اے ایمان والو! تم ایسی باتیں کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو؟ اگر تم ''کہو کچھ، کرو کچھ'' کی روش اختیار کرو گے تو یہ اللہ کے غضب کو بھڑکانے والی بات ہے! اگر ایسا معاملہ ہے کہ زبان سے ''اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ'' کا اقرار بھی کر لیا اور ''اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ'' کی گواہی بھی دے دی، لیکن عملاً کسی قسم کی کوئی اطاعت نہیں ہے تو صرف زبانی دعویٰ سے کوئی کریڈٹ نہیں ملے گا۔ اگر زبان سے اللہ کی وحدانیت اور محمد ﷺ کی رسالت کو مانا تھا تو پھر اُن کے احکامات کی تعمیل بھی کرنی تھی۔ زبان سے کہہ کر عمل نہ کرنا تو گویا دوہرا جرم ہو گیا، کیونکہ یہ تو قول اور عمل کا تضاد ہے۔ یہ ایسی بنیادی بات ہے جو ہر مسلمان کو معلوم ہے، لہٰذا اس میں مزید تشریح کی ضرورت نہیں ہے۔

کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت، دونوں کے دو دو جزو ہیں:
کلمہ طیبہ: (۱) لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ (۲) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔
کلمہ شہادت: (۱) اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ (۲) وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ---- پہلے جزو کا تقاضا ہے اللہ کو یکتا ماننا اور اُس کے ہر حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا، جبکہ دوسرے جزو کا تقاضا ہے محمد ﷺ کو اللہ کا رسول اور بندہ ماننا اور پھر ان کے فرمودات پر عمل بھی کرنا۔

میں چاہتا ہوں کہ ﴿اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ﴾ کا اس اعتبار سے تجزیہ کر لیا جائے کہ حضور ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں اس کا مفہوم کیا تھا اور آج ہمارے لیے اس کا مفہوم کیا ہے۔ آیا اس میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟ یہ ذرا باریک بات ہے، لیکن میں نے اس کو سوال کی صورت میں آپ کے سامنے رکھا ہے کہ کیا حضور ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے دوران اللہ کی اطاعت اور رسول کی اطاعت اور آج اللہ کی اطاعت اور رسول کی اطاعت کا بالکل ایک مفہوم ہے یا ان میں کچھ فرق ہے؟ بظاہر تو یہی بات سامنے آتی ہے کہ اس میں کوئی فرق نہیں ہے، لیکن پھر بھی اس کا تجزیہ کرتے ہیں۔

اطاعتِ رسولؐ ہی اطاعتِ ربانی ہے!

اس تجزیہ سے پہلے ایک بنیادی بات یہ نوٹ کر لیجیے کہ اللہ کی اطاعت کا راستہ بھی رسولؐ کی اطاعت ہے۔ گویا رسول کی اطاعت میں ہی اللہ کی اطاعت ہے۔ بفحوائے قرآنی: ﴿مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ ۚ﴾ (النساء:80) ''جس نے رسول کی اطاعت کی تو اُسی نے اللہ کی اطاعت کی''۔ اس لیے کہ اللہ کا حکم ہم تک رسول پہنچاتے ہیں اور اللہ کے حکم کو جاننے کا کوئی اور ذریعہ ہمارے پاس نہیں ہے۔ قرآن مجید موجود ہے، لیکن قرآن بھی تو رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا ہے، مجھ پر یا آپ پر تو نازل نہیں ہوا۔ ہمیں محمد رسول اللہ ﷺ کے بتانے ہی سے تو معلوم ہوا کہ یہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ اس اعتبار سے ایک نظری پہلو تو یہ سمجھئے کہ یہ دونوں حقیقتیں یعنی اللہ کی اطاعت اور رسول کی اطاعت ایک ہی وحدت ہیں۔ اس کو علامہ اقبال نے بڑی خوبصورتی سے کہا ہے کہ:

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی است!

یعنی اپنے آپ کو محمد مصطفی ﷺ کے قدموں تک پہنچا دو، اس لیے کہ دین تو سراپا آپ ﷺ ہی ہیں۔ دین نام ہے کتاب وسنّت کا---- اور کتاب ہمیں رسول اللہ ﷺ کے ذریعے ملی ہے، جبکہ آپ ﷺ کے اقوال وافعال کا نام ''سنّت'' ہے اور یہ سنّت درحقیقت آپ ﷺ کی عملی تمثیلات ہیں کہ آپؐ نے اللہ کے احکام پر کیسے عمل کیا۔ مثلاً نماز کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا: ((صَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ)) (الجامع للالبانی) ''نماز ایسے پڑھو جیسے تم مجھے نماز پڑھتا دیکھتے ہو''۔ الغرض اطاعت رسول میں درحقیقت دونوں چیزیں جمع ہو جاتی ہیں۔ گویا اللہ کی اطاعت اور رسول کی اطاعت عملی اعتبار سے ایک ہیں اور اصل اہمیت رسول کی اطاعت کی ہے۔

(جاری ہے)

ایں بنوک ایں فکرِ چالاک یہود
نورِ حق از سینۂ آدم ربود
تا تہ و بالا نہ گردد ایں نظام
دانش و تہذیب و دیں سودائے خام
(اقبال)

ترجمہ: ان بنکوں نے جو مکار یہودیوں کی سوچ کا نتیجہ ہیں
انسان کے سینے سے اللہ تعالیٰ کا نور نکال لیا ہے
جب تک یہ نظام تہ و بالا نہیں ہو جاتا
دانش، تہذیب اور دین کی باتیں بے سود ہیں

طول پکڑتی ہوئی روس یوکرائن جنگ سے دنیا میں جو معاشی بحران آ رہا ہے شاید اس سے دنیا کا پورا معاشی نظام وائنڈ اپ ہونا شروع ہو جائے: رضاء الحق

پاکستان کے مسائل کے حل اور سیاسی استحکام کے لیے نیشنل ڈائیلاگ کی ضرورت ہے کہ ہم آگے کیسے بڑھیں: حسن صدیق

وار آن ٹیرر میں شکست کے بعد امریکہ نے اپنی ”وار اکانومی“ کو جاری رکھنے کے لیے یوکرائن جنگ تخلیق کی ہے: مصطفیٰ کمال پاشا

پاکستان کے معاشی اور سیاسی مسائل کا حل کیا ہے؟ کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: معیشت کی بحالی میں ناکامی پر برطانوی وزیراعظم 44 دن بعد ہی مستعفی ہوگئیں۔ انہوں نے جمہوری روایات کو قائم کر رکھا ہے۔ ہمارے حکمران چاہے موجودہ ہوں یا سابقہ وہ مغربی جمہوریتوں کی بہت مثالیں دیا کرتے ہیں۔ کیا پاکستانی لیڈران روایات سے کوئی سبق حاصل کر پائیں گے؟

حسن صدیق: پاکستانی اور مغربی لیڈرز کا یہ موازنہ بہت پرانا ہے لیکن ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ اس حوالے سے ہماری ضرورت کیا ہے اور مغرب میں کیا چل رہا ہے۔ اگر دیکھا جائے تو مغرب میں ایسے استعفے بے شمار لیڈرز نے دیے لیکن اس کے باوجود وہاں سیاسی و معاشی نظام بتدریج زوال کی طرف جا رہا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں ان کے استعفوں کے ماڈل کو فالو نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ اگر ایک وزیراعظم ڈیڑھ ماہ میں اپنا عہدہ چھوڑتا ہے تو اس کا کیا قصور ہے؟ برطانیہ میں اب کوئی بھارتی نژاد وزیراعظم بن رہا ہے تو میرا خیال ہے کہ وہاں کی اسٹیبلشمنٹ مہروں کو تبدیل کرتی رہتی ہے اور بہانہ معاشی ناکامی بنا دیا جاتا ہے۔ اس کے مقابلے میں چین اور روس میں عرصے سے ایک ہی لیڈر حکمران ہے اور وہاں کی معیشت ترقی کر رہی ہے۔ پاکستان کے نظام کے اپنے نقائص ہیں۔ یہاں پر ایلیٹ کلاس کی اجارہ داری ہے۔ اصل میں ہم وہ فیصلے کریں جو ہمارے لیے بہتر ہوں نہ کہ ہم کسی خاص ملک کی تقلید میں فیصلے کریں۔ مغرب میں جو لوگ اقتدار میں آتے ہیں تو ان کا ایک مخصوص بیک گراؤنڈ ہوتا ہے، وہاں چہرے بدلتے رہتے ہیں لیکن نظام وہی رہتا ہے۔ پاکستان کا بھی اصل مسئلہ نظام کا ہے۔ چین نے اپنے رولز خود سیٹ کیے ہوئے ہیں۔ حال ہی میں چینی کمیونسٹ پارٹی نے اپنے آئین میں تبدیلی کر کے صدرشی کے اقتدار کو مزید طویل کر دیا ہے اور صدرشی کی بہت سی سٹیٹ منٹس کو اپنے آئین میں شامل کر لیا ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا نظام اس طرح چلے گا جو ہم اپنے لیے بہتر سمجھیں گے۔ ابھی امریکہ میں ایسوسی ایٹڈ پریس نے تازہ سروے کیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ 52 فیصد امریکنز سمجھتے ہیں کہ جمہوریت ہمارے لیے موزوں نہیں رہی۔ ان کا نظام تو واضح طور پر زوال پذیر ہے۔ پاکستان کے مسائل کو ہمیں اپنے لحاظ سے دیکھنا چاہیے اور سیاسی استحکام کے لیے ہمیں چین کے ماڈل کو دیکھنا چاہیے۔

مرتب: محمد رفیق چودھری

مصطفیٰ کمال پاشا: اس وقت پوری دنیا پر کیپٹلزم چھایا ہوا ہے اور برطانیہ اس کا باوا امجد ہے۔ بنیادی طور پر کیپٹلزم برطانیہ میں پیدا ہوا اور اس نے اس کے ذریعے سات براعظموں پر رول کیا۔ پھر یہ نظام امریکہ کو منتقل ہوا اور وہاں سے پوری دنیا پر مسلط ہے۔ پاکستان، انڈیا اور بنگلہ دیش نے برطانوی جمہوریت کو ہی فالو کیا تھا۔ انڈیا تو دنیا کی دوسری یا تیسری معاشی طاقت بن چکا ہے۔ بنگلہ دیش کی معاشی ترقی پاکستان سے بہت زیادہ ہے۔ اصل میں ہم اسی نظام کو رگید رہے ہیں، ہم اس پر بھی عمل ہی نہیں کر رہے۔

سوال: کورونا وبا ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ روس اور یوکرائن جنگ شروع ہوگئی جو حالات ڈویلپ ہو رہے ہیں اور معاشی صورت حال روز بروز خراب ہو رہی ہے۔ کیا ہم اس معاشی بحران کو دور حاضر کا سخت ترین بحران کہہ سکتے ہیں؟

مصطفیٰ کمال پاشا: اصل میں دوسری جنگ عظیم کے بعد امریکہ نے دنیا پر اپنے نظام کو غالب رکھنے کے لیے اور اپنے سیاسی عزائم کو پورا کرنے کے لیے ایک نیا عالمی نظام متعارف کرایا تھا جس کو ”وار اکانومی“ کہتے ہیں۔ یعنی ایسی معیشت جس کی بنیاد جنگوں پر ہو۔ چنانچہ اس عرصے میں امریکہ نے سینکڑوں پراکسی جنگیں لڑی ہیں اور اس کی آخری پراکسی جنگ نوے کی دہائی میں سوویت یونین کے خلاف لڑی گئی۔ جب سوویت یونین افغانستان میں شکست کھانے کے بعد ختم ہوا تو پھر امریکہ نے ایک نئی جنگ کی ابتداء کی اور اپنے غلبے کو قائم رکھنے کے لیے ایک نیا دشمن تخلیق کیا۔ کیمونزم کے خلاف جنگ مسلمانوں نے امریکہ کے ساتھ مل کر یعنی کیپٹلزم کے ساتھ مل کر لڑی۔ سوویت یونین کے خاتمے کے بعد امریکہ نے اسلام اور مسلمان کو ایک دشمن کے طور پر لیا اور پوری قوت کے ساتھ اپنی ”وار اکانومی“ میں جھونک دیا۔ چنانچہ نوے کی دہائی میں گلف کے اندر پہلی وار ہوتی ہے اور پھر نائن الیون کو بنیاد بنا کر انہوں نے پوری دنیا کو وار آن ٹیرر ازم میں جھونک دیا۔ ان دونوں جنگوں میں مسلمان اور اسلام دشمن قرار پائے۔ بیس سال کے بعد جب دہشت گردی کی جنگ امریکہ کی فوجی شکست پر اختتام پذیر ہوئی تو اب وہ کس کے خلاف جنگ کرے؟ چنانچہ انہوں نے اپنی معیشت کو اسی لائن پر رکھنے کے لیے ایک نئی جنگ کا ڈول ڈالا جو یوکرائن کی جنگ ہے۔ اس میں اس کا اصل ہدف چین ہے کیونکہ چین کے ساتھ فطری اتحاد روس کا بنتا ہے اور یہ دونوں پہلے کیمونزم میں رہے ہیں اور پھر OBOR منصوبے کے ساتھ بھی چین طاقت پکڑ رہا تھا۔ چنانچہ انہوں نے چین کا راستہ روکنے کے لیے ایک نہ ختم ہونے والی جنگ میں روس کو جھونک دیا ہے جس کو جیتنا روس کے لیے بہت مشکل ہے۔ اس جنگ سے امریکہ کی معیشت کو فائدہ پہنچ رہا ہے کیونکہ اس کی خارجہ پالیسی اور معیشت کا انحصار ہی جنگوں پر ہے اور اس نے روس کو دشمن دکھا کر بڑی کامیابی کے ساتھ پورے یورپ اور نیٹو کو اپنے ساتھ

ملالیا ہے۔اس میں امریکہ کا فائدہ ہی فائدہ ہے۔

سوال: روس، یوکرائن جنگ کے بعد انرجی اور فوڈ وغیرہ کے بحران سامنے آ رہے ہیں اور یہ بحران کیا رخ اختیار کرے گا؟

رضاء الحق: ابھی حال ہی میں آئی ایم ایف نے دوسالہ آؤٹ لک دیا اس کے مطابق دنیا کی اکانومی پہلے 6 فیصد تک بڑھتی تھی، اب وہ 3.7 تک گر چکی ہے اور آئندہ سال 2.5 تک مزید گر جائے گی۔ دنیا کی ساری کرنسیز ڈالر کے مقابلے میں گر رہی ہیں۔امریکہ نے اس سال کے دوران ہی اپنے اسٹریٹیجک انرجی ریزرو (آئل کے ریزرو) میں سے 40 فیصد باہر نکال لیے ہیں۔اب بات کی جا رہی ہے کہ تقریباً 15 ملین بیرل تیل عالمی مارکیٹ میں لایا جائے گا کیونکہ سعودی عرب بات نہیں مان رہا۔ جو بائیڈن نے دورہ کرکے کہا کہ تیل کی سپلائی کو بڑھاؤ تاکہ اس کی قیمت کم ہو۔لیکن سعودی عرب روس کے دباؤ کی وجہ سے بات نہیں مان رہا۔دوسری طرف چین اور سعودی عرب کے سٹریٹیجک معاملات بھی آگے بڑھ رہے ہیں۔امریکہ اب چاہتا ہے کہ چین اور روس کا بیک وقت گھیراؤ کر لیا جائے، اس کے لیے اس کی نظر یوکرائن کی بندرگاہوں اور تائیوان پر ہے۔امریکہ کا ٹارگٹ چین اور اس کے اتحادی ہیں۔ انڈیا بھی اس وقت حقیقت میں امریکہ کے ساتھ ہے۔فرانس میں تیل کے ساتھ ساتھ ادویات کا بحران سر اُٹھا رہا ہے۔تقریباً دس بارہ سال سے شنگھائی کاپوریشن آرگنائزیشن نے ایک متبادل کے طور پر آنے کی کوشش کی اور چین یہی ایک سٹریٹیجی لے کر چل رہا ہے کہ ایک طرف ہانگ کانگ کو ماڈرن ویسٹرن اکانومی کے طور پر چلا رہا ہے اور دوسری طرف OBOR کا منصوبہ لے کر چل رہا ہے جس کے ذریعے اس نے افریقہ کو تقریباً فتح کر لیا ہے۔یہ امریکہ کے لیے بہت بڑے چیلنجز ہیں۔روس یوکرائن جنگ ختم ہوتی ہوئی دکھائی نہیں دے رہی جس کی وجہ سے دنیا شدید بحرانوں کا شکار ہو سکتی ہے۔شاید اس سے دنیا کا پورا معاشی نظام وائنڈ اپ ہونا شروع ہو جائے۔اوباما کے آخری دور میں چین نے معاشی لحاظ سے امریکہ کو چیلنج کرنا شروع کر دیا تھا تو اس وقت اوباما نے کہا تھا کہ دنیا کے معاشی نظام کے متبادل کے طور پر ہم کسی معاشی نظام کو قبول نہیں کریں گے۔لیکن چین نے اپنی کوشش جاری رکھی ہوئی ہے اور لگتا ہے یہ تصادم بڑھتا جائے گا۔

سوال: ابھی حال ہی میں پاکستان کے وزیر خزانہ اسحاق ڈار نے اعلان کیا ہے کہ پاکستان روس سے تیل خریدے گا کیا ان کے اس فیصلے سے پاکستان کی ڈوبتی ہوئی معیشت کو کوئی سہارا مل سکے گا جبکہ عالمی سطح پر بحران بڑھنے کا خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے؟

حسن صدیق: روس سے تیل خریدنا پاکستان کا پرانا اور بڑا مسئلہ رہا ہے۔لیاقت علی خان نے امریکہ میں جیوش کیمپ میں جانے سے انکار کیا تو ان کا کیا حشر کیا گیا۔ چین اور روس عالمی استحصالی نظام کا حصہ نہیں ہیں۔امریکہ یا مغرب سے ہم تجارت کرتے ہیں تو وہ شرائط لگاتے ہیں کہ آپ ایل جی بی ٹی والا قانون پاس کریں، ڈومیسٹک وائلینس میں بھی ہماری مرضی کے مطابق چلیں یعنی ان کی

> اگر انڈیا اور افغانستان روس سے تیل خرید سکتے ہیں تو ہم کیوں نہیں خرید سکتے لیکن مغرب نے ہماری ایلیٹ کو اپنے کنٹرول کیا ہوا ہے اور یہی سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

شرائط بہت خطرناک ہیں۔پچھلی حکومت میں روس کے ساتھ تجارت بڑھنے لگی تھی اس کا نتیجہ کیا نکلا۔ حالانکہ یہاں کے لوگ چاہتے ہیں کہ روس سے تجارت ہونی چاہیے، اس کے لیے کسی اکانومسٹ سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔یقیناً اس میں ہمارے لیے رکاوٹیں بہت ہیں کیونکہ ہمارے وزرائے اعظم اور بیوروکریٹ وغیرہ سمیت اشرافیہ کی جائیدادیں مغرب میں ہیں اس لیے ان کے مفادات مغرب سے جُڑے ہوئے ہیں۔اگر انڈیا روس سے تیل لے سکتا ہے تو ہم کیوں نہیں لے سکتے لیکن مغرب نے ہماری ایلیٹ کو اپنے کنٹرول کیا ہوا ہے اور یہی سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔اس وقت پاکستان کے سروائیول کا ایشو ہے اس وقت ہمارے لیے ڈو اور ڈائی والا معاملہ ہے۔ابھی حال ہی میں افغانستان نے روس سے تجارت شروع کی ہے اور ایران سے گیس لی ہے۔میں چھوٹا سا موازنہ بتاتا ہوں۔جتنی گیس ایران سے 80 روپے میں ملتی ہے عالمی مارکیٹ میں اس کی قیمت 187 روپے ہے۔ ایران میں پٹرول 13 روپے کا مل رہا ہے اور یہاں پر 260 روپے کا ہے۔اس وقت انرجی اور فوڈ سکیورٹی دنیا کی ٹاپ کی ترجیحات میں شامل ہیں ہماری کیوں نہیں ہیں؟ پاکستان میں سیلاب کی تباہ کاریاں بھی ہیں اس وقت معاشی خطرہ جتنا پاکستان کو ہے شاید دنیا کے کسی ملک میں نہیں ہے۔

سوال: روس یوکرائن جنگ کی وجہ سے روس پر پابندیاں ہیں تو بنک ایل سی سیز کھولنے سے کترائیں گے۔پھر ہماری تجارت روس کے ساتھ ڈالر کی بجائے روبل میں ہوگی کیا یہ امریکہ کو منظور ہوگا؟ اسی طرح جب ہم مڈل ایسٹ سے تیل لیتے ہیں تو وہ تین چار دن میں پہنچ جاتی ہیں لیکن روس سے تیل تقریباً ایک مہینہ میں یہاں پہنچے گی۔روس کے ساتھ معاہدہ کرتے ہوئے یہ مشکلات ہمیں مدنظر رکھنی چاہئیں؟

مصطفیٰ کمال پاشا: روس کے ساتھ ہماری تجارت بارٹر سسٹم پر ہوتی رہی ہے وہ کیش کی صورت میں نہیں ہے۔پھر ہماری پوری معیشت مغربی دنیا کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔جب فنانشنل ایکشن ٹاسک فورس نے ہمارے اوپر پابندیاں لگائی تھیں تو ہم شدید مشکلات کا شکار ہو گئے تھے حتیٰ کہ مسلم ممالک نے بھی ہم سے تجارت کرنے سے انکار کر دیا تھا۔پھر آئی ایم ایف کے ساتھ بھی ہمارا معاہدہ ہے اور اس وقت 50 ہزار ارب روپے کے مقروض ہیں جس کا 80 فیصد ہم نے آئی ایم ایف، ورلڈ بنک اور ایشین ڈویلپمنٹ بنک سے لیا ہوا ہے۔یہ سارے مغربی ادارے ہیں ان سے قرض لے کر ہم چل رہے ہیں۔چین اور روس ہمارے سیلاب زدگان کی مدد نہیں کر سکتے۔پھر ہمارا سارا ڈیفنس سسٹم، عسکری ٹریننگ وغیرہ سب کچھ مغرب کے ڈیفنس سسٹم کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔لہٰذا روس کے ساتھ تجارت کرنا کہنے میں تو بہت آسان ہے لیکن عملاً کرنا بہت مشکل ہے۔اس وقت نہ روس اس پوزیشن میں ہے کہ وہ آگے بڑھ کر ہماری مدد کرے یا ہمارے ساتھ تجارت کرے کیونکہ وہ تو جنگ میں مصروف ہے۔دوسری طرف ہم بھی اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ آگے بڑھ کر اس سے چیزیں لینی شروع کر دیں۔بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے جیب میں کچھ نہیں ہے اور ہماری تمام تر معیشت کا دارومدار مغربی اکانومی پر ہے، ہم اس کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔ ہمارے قرضے، بینکنگ سسٹم، مارکیٹ سسٹم، انشورنس سسٹم وغیرہ سب اس کے ساتھ جڑی ہوئی ہیں۔اگر انڈیا اس طرح کے فیصلے کرتا ہے کہ وہ مغرب کے ساتھ بھی ہے اور روس کے ساتھ بھی اپنے معاملات کر رہا ہے تو وہ اصل میں آزاد ہے جبکہ ہمارے حکمرانوں کے مفادات مغرب سے جڑے ہوئے ہیں اس لیے وہ کوئی ایسا فیصلہ نہیں کریں گے جو ہمارے ملک کی معیشت کے لیے ضروری ہے۔

سوال: پاکستان بے شمار قرضوں کے بوجھ تلے دبا ہوا ہے اور مزید قرضہ بڑھ رہا ہے اور پھر بارشوں اور سیلاب کی تباہ کاریوں کی وجہ سے بھی ہماری معیشت کو بہت سخت نقصان پہنچا ہے۔ پھر ایک سیاسی بحران کا مسئلہ بھی پیدا ہوا ہے۔ کیا ان حالات میں کسی نیشنل ڈائیلاگ اور کسی میثاق معیشت کی فوری طور پر ضرورت نہیں ہے؟

رضاء الحق: یہ المیہ کی بات ہے کہ ہمیں اپنی معیشت کو سہارا دینے کے لیے قرضہ لینا پڑتا ہے۔ یہی ہماری ناکامی کا راز ہے۔ سیلاب کی تباہ کاریوں پر قابو پانے کے لیے 28 بلین ڈالر کی ضرورت پڑے گی۔ وہ کہاں سے آئیں گے؟ پھر باقی معاملات کیسے حل کریں گے۔ آئی ایم ایف سے ایک بلین ڈالر ملا تھا جو ہم اڑا چکے ہیں۔ ایشین ڈویلپمنٹ بینک سے 1.5 بلین ڈالر ملے گا وہ بھی ہم اڑا دیں گے۔ فیٹف کی تلوار ایک سیاسی تلوار ہے جو عالمی استعمار کی صورت میں ہمارے اوپر ہمیشہ لٹکتی رہے گی۔ جب وہ چاہیں گے اس کا سایہ ہمارے اوپر آنا شروع ہو جائے گا۔ جہاں تک نیشنل ڈائیلاگ اور میثاق معیشت کا معاملہ ہے تو وہ ملک جس کے حکومتی الللے تللے ختم نہیں ہو رہے اور اپوزیشن کا فوکس بھی صرف اپنی سیاست پر ہے۔ اسٹیبلشمنٹ اور مقتدر ادارے بھی اپنے مفادات کو دیکھ رہے ہیں۔ بہرحال سیاسی لوگوں کی اپنی غلطیاں ہیں، ہماری اسٹیبلشمنٹ نے بھی کوئی اچھا رول پلے نہیں کیا۔ جب تک سب مل کر ملکی مفاد کو آگے بڑھانے کے لیے ایک پیج پر نہیں ہوں گے تو پھر نیشنل ڈائیلاگ اور میثاق معیشت ایک خیالی پلاؤ پکانے والی بات ہے۔

سوال: پاکستان میں قرضوں کی وجہ سے انفلیشن ریٹ کہاں پہنچ گئی ہے اور پھر مہنگائی روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ اس مہنگائی سے نمٹنے کے لیے حکومت کو کیا اقدامات کرنے چاہئیں؟

حسن صدیق: ہماری حکومت کی حالت یہ ہے کہ اس پر لوگوں کا اعتماد ہی نہیں رہا۔ ہمارے وزیر اعظم کہہ رہے ہیں کہ میرے پاس کوئی اختیار نہیں ہے۔ جب لوگوں کا حکومت پر اعتماد نہیں ہوگا تو اس ملک کی معیشت کو استحکام کیسے مل سکتا ہے؟ اگر ہمیں قرضے مل رہے ہیں تو یہ ہماری مشکلات کا حل نہیں ہے۔ چھ ماہ پہلے پاکستان کی معیشت کی گروتھ آئی ٹی ایکسپورٹ اور دوسری ایکسپورٹ بڑھنے کی ریٹ پر تھی لیکن اب جس گروتھ کی ہم بات کر رہے ہیں وہ قرضوں کی بنیاد پر ہوگی۔ دوسری طرف صدر جو بائیڈن نے کہہ دیا ہے کہ ہمارا نیوکلیئر پروگرام ہی بے ربط ہے۔ اور لگتا یہ ہے کہ جو ہمیں قرضوں کی دلدل میں پھنسایا جا رہا ہے یہ معاملہ اسی طرف لے جایا جا رہا ہے۔ یقیناً نیشنل ڈائیلاگ کی ضرورت ہے کہ ہمارے ماہرین بیٹھ کر اسی نتیجے پر پہنچیں کہ آنے والا وقت روس اور چین کا ہے ہمیں ان کے ساتھ مل کر آگے بڑھنا چاہیے۔ لیکن چین ہم سے اس وجہ سے ناراض ہے کہ ہماری پالیسیز میں استحکام نہیں ہے۔ ہمیں اپنے سیاسی معاملات حل کر کے عالمی سطح پر اپنا کیس مضبوطی سے لڑنے کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہمارے پاس ایسی قیادت ہو جو دھڑلے سے بات کر سکے جس کے سٹیک پاکستان میں ہوں باہر نہ ہوں۔

مصطفیٰ کمال پاشا: پہلی بات یہ ہے کہ ہمیں ایسی حکومت بنانی چاہیے جس کے اخراجات آمدنی سے پورے ہوں۔ دوسرا ہمیں اپنے ڈیفنس کو ری وزٹ کرنا ہوگا اور اس پر نیشنل ڈائیلاگ ہونا چاہیے۔ تیسری بات یہ ہے کہ ہم قرضوں کی معیشت سے کیسے باہر نکل سکتے ہیں اس پر ڈائیلاگ ہونا چاہیے۔ چوتھے نمبر پر قومی سطح پر ایک سماجی مہم چلنی چاہیے جس میں 22 کروڑ عوام کو اس بات کی تلقین کی جانی چاہیے کہ وہ اپنی آمدنی کے مطابق اپنے اخراجات کریں، سادگی اپنائیں اور اسلامی طرز معاشرت کو اختیار کریں۔ اس طرح ہمارے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

❁❁❁

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(20 تا 24 اکتوبر 2022ء)

جمعرات (20-اکتوبر) کو مرکزی عاملہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔

جمعہ (21-اکتوبر) کی صبح کو کراچی سے لاہور کے لیے روانگی ہوئی۔ قرآن اکیڈمی، لاہور میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ رات بعد نماز عشاء قرآن آڈیٹوریم میں ”Transgender“ کے حوالے سے منعقدہ سیمینار کی صدارت کی اور اختتامی خطاب فرمایا۔

ہفتہ (22-اکتوبر) کو صبح طے شدہ پروگرام کے مطابق حلقہ ساہیوال ڈویژن کے دورہ کے لیے بورے والا روانگی ہوئی۔ 11 بجے بورے والا پہنچے۔ بورے والا بار کونسل میں ”اقامت دین کی جدوجہد میں وکلاء کا کردار“ کے عنوان سے خطاب فرمایا۔ جس میں وکلاء، مقامی علماء و دینی و سماجی شخصیات نے شرکت کی۔ شرکاء کی کل تعداد 70 کے قریب تھی۔ ظہرانے پر دینی و سماجی شخصیات سے ملاقات کی۔ بعد ازاں عارف والا روانگی ہوئی۔ حلقہ کے قرآن مرکز عارف والا میں نماز مغرب کے بعد ”موجودہ حالات کے تناظر میں اقامت دین کی ضرورت و اہمیت“ کے موضوع پر عوامی اجتماع سے خطاب کیا، جس میں تقریباً 300 رفقاء و احباب نے شرکت کی۔

اتوار (23-اکتوبر) کی صبح 09:00 بجے قرآن مرکز میں رفقاء سے ملاقات کی۔ امیر حلقہ نے حلقہ کا تعارف کروایا، پھر نئے رفقاء سے تعارف حاصل کیا۔ اس کے بعد سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ پھر امیر محترم نے خطاب فرمایا اور ملتزم و مبتدی رفقاء سے بیعت مسنونہ ہوئی۔ بعد نماز ظہر حلقہ کے ذمہ داران سے تعارف و ملاقات کی۔ آخر میں سوال و جواب بھی ہوئے۔ اس پروگرام میں شریک رفقاء کی کل تعداد 100 تھی۔ یہ پروگرام نماز ظہر اور کھانے کے وقفہ کے ساتھ دوپہر 03:00 بجے تک جاری رہا۔ نماز عصر کے بعد ساہیوال کے لیے روانگی ہوئی۔ بعد نماز مغرب جامعہ رحیمیہ میں ”حقیقی کامیابی“ کے عنوان سے ایک عمومی اجتماع سے خطاب کیا، جس میں 250 رفقاء و احباب کے علاوہ دینی مدارس کے طلباء، دینی و سماجی شخصیات نے بھی شرکت کی۔ اس دوران نائب ناظم اعلیٰ وسطی پاکستان اور امیر حلقہ شریک رہے۔ بعد ازاں لاہور کے لیے روانگی ہوئی۔

پیر (24-اکتوبر) کی صبح کراچی واپسی ہوئی۔ کراچی میں معمول کی مصروفیات رہیں۔

نائب امیر سے تنظیمی امور کے حوالے سے مسلسل آن لائن رابطہ رہا۔

مئے فرنگ سے لبریز ہے سبو تیرا

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

اپریل سے آج تک ملک انتشار اور فساد کی لپیٹ میں ہے۔ اک ترے آنے سے پہلے اک ترے جانے کے بعد! عمران خان اقتدار میں لائے بھی گئے دھونس دھمکی دھرنوں کے جلو میں۔ نکل کر بھی واویلوں، واہی تباہی کی یلغار ہے۔ ایک اندھا، گونگا، بہرا بے جہت ہجوم ہے جو سوشل میڈیا جنگجوؤں کے شعبدوں اور چلتی انگلیوں کے اشاروں پر ناچ رہا ہے۔ امڈتے سیلابوں، عذابوں میں بھی ناچتا رہا، معیشت ڈوبتی دیکھ کر بھی، اپنے ہمہ نوع اسکینڈلوں کے انکشافات پر بھی ناچنا شعار رہا۔ پاکستان پر ایمان، سیرت و کردار، نظریے سے عاری یہ ہجوم، 'فیملیز' کی 'ہیومن شیلڈ' بنائے سیاسی تفریحی میلہ ایک ہڑ بڑی دھاوا بولے ہوئے ہے۔ اعصاب شکن، ڈرامائی تماشے چل رہے ہیں۔ اس کے جتھوں میں ملک سے باہر عیش کوش پاکستانی ہیں، جنہیں تفریحِ طبع اور مفادات کے تحفظ کے لیے مغربی مزاج، مغرب نواز بابو درکار ہے جو انہی کی طرح دیسی قالب اور بدیسی روح رکھتا ہو۔ دوسرا اجتھا قادیانیوں کا ہے جنہوں نے اس حکومت میں اہم مناصب سمیٹے اور وہ جگہ اپنے لیے بنائی ہے جو کبھی ممکن نہ تھی۔ شوبز، سیکولر، دین اخلاق سے فارغ نچے گویے اہم پشت پناہ ہیں، سوشل میڈیا کی رونق۔ (مارچ کی شرمناک ویڈیوز گواہ ہیں۔) بدنصیبی سے سرکاری درباری مولوی صاحبان بھی میسر ہیں جن کی موجودگی نے عام دین پسندوں کو مطمئن کر رکھا ہے کہ جا اینجا ست! وردی والوں کی آشیرباد سے ان کی پانچوں گھی میں اور سر کڑاہی میں رہا۔ عدم کارکردگی، نالائقی، نااہلی، لوٹ مار، ڈوبتی معیشت، منی لانڈرنگ، چوری چکاری ان کے توشہ خانوں میں پہنچی تو حسن کہلائی۔ عدلیہ کی گود میں کالی عینک لگائے انگوٹھا چوستے خاں صاحب کو میلی آنکھ سے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ یہاں تک کہ بلی خود تھیلے سے باہر نکل کر بوتل کے جن کے سامنے آکھڑی ہوئی! آخر قوم اتنی بے بصیرت کیونکر ہوگئی؟ مکمل بے دین، غیر ذمہ دارانہ تقاریر، پریس کانفرنسوں، جلسوں میں نمازوں سے سب فارغ رہے (مغرب کی نماز لٹمس ٹیسٹ ہوتی ہے)۔ پھر بھی خرافات کے بیچ اچانک ایاك نعبد وایاك نستعین کے ملنگیوں جوگیوں آہنگ والے نعرے لگا دینا۔ ریاستِ مدینہ، صادق وامین، جہاد، شہادت کی مقدس اصطلاحیں (شعائر اللہ پامال کرتے) فاسقانہ گستاخانہ استعمال کی گئیں۔ قوم ایک سحر، جادو ٹونہ نما مدہوشی میں رہی۔ مگر کیوں؟ اس کی وجوہات گزرے بیس سالوں میں بوئی گئی سیکولر ازم، نظریے کا گلا گھونٹا جانا، سیاسی، معاشرتی، تعلیمی بربادی۔ ضمیر کی مضبوط قوت کی موت۔ ہر روک رکاوٹ، حیا، غیرت کا ختم ہو کر اقوامِ عالم کے ہر عیب کو چن چن کر یہاں رائج کرنا۔ حتیٰ کہ ٹرانس جینڈر ایکٹ بھی۔ اس میں بڑا حصہ نیٹ فلیکس و دیگر فلموں ڈراموں، شرک آلود ناولوں، خوفناک گیمز کا ہے۔ اب روح کے تشنہ، خالی گھر میں شیاطین کا بسیرا ہے۔

گزشتہ بیس بائیس سالوں میں نوجوان نسل پر تعلیم کے نام پر ذہن سازی فتنۂ دجال کا حصہ ہے۔ (مفصل مضمون: راقمہ کی کتاب 'کہاں سے آئے صدا') اسلام میں اصلاحات اور مسلم معاشروں پر اثر انداز ہونے کے لیے، کروڑوں ڈالر نفسیاتی جنگ میں جھونکے گئے۔ یو ایس ایڈ کے تحت عصری تعلیمی اداروں، مدارس اور اسلامی یونیورسٹیوں تک میں (اسلام آباد اور پوری مسلم دنیا میں!) ہمہ گیر نصابی اصلاحات ہوئیں۔ مقصد اسلامی نظریے کو خود مسلم دنیا میں شکست دینا تھا۔

یہ تمہید طولانی ہماری نوجوان نسل کا عقیدہ تباہ کر کے اسے شرک آلودہ کرنے کی ہمہ گیر، کامیاب کوششوں کا ایک ایکسرے آپ کو دکھانے کے ضمن میں ہے۔ شرک کی قباحت، شناعت شدید ترین ہے۔ ''بے شک اللہ اس جرم کو معاف نہیں کریں گے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جائے۔'' (النساء۔48)

یاد رہے کہ سبھی شرکیہ مذاہب ایک خدا پر یقین رکھنے کے ساتھ ساتھ مظاہر کی پرستش کرتے ہیں۔ برہمنوں کے مطابق 40 کروڑ دیوتا (خدا) ہیں۔ گائے ان دیوتاؤں کی صدر، سردار ہے۔ اب یہی شرک مغربی تہذیب کا (یہود ونصاریٰ کے ہاں بھی رومی، یونانی خداؤں، دیوی دیوتاؤں کے ذریعے موجود ہے) ہمارے نوجوانوں کو گھونٹ گھونٹ پلایا جا رہا ہے۔

آج دنیا پر حکمرانی کا دعویدار امریکا جو اپنی کرنسی اور ڈالر پر "In God We Trust" (ہم خدا پر بھروسہ رکھتے ہیں) لکھواتا ہے۔ اس عقیدے کے اظہار کے باوجود قدم قدم پر یونانی دیویوں، دیوتاؤں کا شرک بھرا گیا ہے۔

امریکا کی آزادی اور انصاف کی علامت مجسمۂ آزادی ہے۔ یہ اصلاً آزادی کی رومی دیوی 'لبرٹاس' کا مجسمہ ہے۔ آزادی اور انصاف جو 2001ء کے بعد یکے بعد دیگرے افغانستان، عراق، شام، یمن پر چڑھ دوڑا! یہ تو سیاست ہے، ہم شرک کی بات کر رہے تھے۔ تو مغرب کا فکری ڈھانچہ پورا آلودۂ شرک ہے۔ مہینوں، دنوں کے نام سبھی رومی خداؤں، بادشاہوں کے حوالے سے ہیں۔ جنوری، Janus: رومی خدا ہے ابتداء وانتہا کا۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ... ھوالاول والآخر والظاھر والباطن... کا عقیدہ ہماری (تمام انسانوں کی بھی) روح میں پیوست ہے..... علیٰ ھذا القیاس۔

آج کی نسل کے دماغوں میں دیوی دیوتاؤں کی دیومالائی کہانیوں کا بھوسا بھرنے کا زبردست انتظام موجود ہے۔ یہ ناولوں کی صورت ہے۔ ہماری نوجوان نسل کے لیے نیویارک ٹائمز best seller ناولوں کے ذریعے شرک کا فتنۂ عظیم پھیلایا جا رہا ہے۔ ان میں (نضر بن حارث والی) دلچسپ کہانیاں شائع کی جا رہی ہیں۔ انہی رومی یونانی خداؤں، ان کے احوالِ زندگی، شادی بیاہ، جنگیں غرض تصوراتی ہزار داستانیں چلتی ہیں۔ یاد رہے کہ یہی کام مقبول کارٹون سیریز، بیٹ مین، سپرمین نوعیت کے تصوراتی کردار بھی کر رہے ہیں۔ ناولوں میں دیوی دیوتا، خداؤں کو اکیسویں صدی میں امریکا ہی میں کہیں رہتے دکھایا جاتا ہے۔ یہ نوجوان لڑکے لڑکیوں کی کہانیاں ہیں جو demi gods (نصف خدا) کہلاتے ہیں۔ یہ اس

وقت وجود میں آتے ہیں جب ان کے یہ خدا آسمان سے اتر کر زمین پر آتے ہیں اور کسی انسان سے شادی کر لیتے ہیں۔ پھر جب بچہ (demi god) ہو جاتا ہے تو واپس آسمان پر چلے جاتے ہیں۔ (استغفر اللہ۔ انی بری مما تشر کون) انہی چٹ پٹی کہانیوں کو نوجوان دھڑا دھڑا خریدتے ہیں اور پڑھتے ہیں۔ ان کا مشہور مصنف Rick Riordon ہے۔ اس کی ایک ناول سیریز میں ایک مسلمان سمیرا نامی لڑکی کا کردار بھی دکھایا ہے جو حجاب پہن کر سارا دن لڑکوں کے ساتھ گھومتی پھرتی ہے اور صرف نماز کے وقت راستے میں، گرین بیلٹ پر کہیں بھی مرد وزن کے بیچ جائے نماز بچھا کر نماز بھی پڑھ لیتی ہے۔ اس کے عقائد یہ بتائے گئے ہیں کہ وہ کہتی ہے کہ میں اللہ کو مانتی ہوں جو بڑا خدا اور میں ان چھوٹے خداؤں کو بھی مانتی ہوں۔ اس تلبیس ابلیس پر جوان ناولوں میں ہے، ہمارے نوجوان جو پہلے اسے صرف تخیلاتی، تصوراتی (myth) سمجھ کر پڑھتے تھے اب اسے سچ بھی سمجھنے لگے ہیں۔ ان ناولوں میں دلچسپی اور لذت انہیں شرکیہ دلدل میں دھنسا رہی ہے۔ والدین انگریزی کے شوق میں فخریہ پیسہ اس پر لٹا رہے ہیں۔ اسی فکر ونظر نے شیطانی ہیلووین اور ہندو شرک میں ڈوبے تہوار دیوالی اور ہولی عام کر دیئے۔ بڑی یونیورسٹیوں میں یہ سارے تماشے اختلاط سمیت ڈٹ کر انتظامیہ کی سرپرستی میں منائے جا رہے ہیں۔ بھارت میں مسلمان، کشمیری اپنا جان و مال داؤ پر لگا کر اپنی نماز، مساجد اور دینی شعائر بچا رہے ہیں۔ 25 مسلمانوں کے گھر بلڈوز کر دیئے گے۔ یہ انہیں جا کر رواداری تو پڑھا دیں۔ یہاں (دولت کی) لکشمی دیوی اور وشنو دیوتا (نعوذ باللہ، کائنات کا محافظ، پناہ دینے والے خدا) کی شادی، دیوالی منانے کی بجائے! ''ان سے کہو، بتاؤ اگر تم جانتے ہو کہ ہر چیز پر اقتدار کس کا ہے؟ اور کون ہے جو پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا؟ یہ ضرور کہیں گے کہ اللہ! کہو، پھر کہاں سے تمہیں دھوکا لگتا ہے!'' (المومنون: 88-89) ہر باشعور، صاحبِ ایمان اور دینی جماعتوں کو ان شرور کے آگے موثر بند باندھنا ہو گا، ورنہ شیطانیت سیلابِ بلا بنی امڈی چلی آ رہی ہے۔ برین واشنگ نوجوانوں سے اسلام سلب کر رہی ہے۔

مئے فرنگ سے لبریز ہے سبو تیرا
تری خطا ہے یہ فطرت کا اہتمام نہیں!

''سود: حرمت، خباثتیں، اشکالات''

18۔ ظالمانہ ٹیکسوں کا بوجھ:

حکومت وسائل کی کمی کو پورا کرنے کی خاطر مختلف نوعیت کے ٹیکس عائد کرتی ہے۔ بڑے بڑے سرمایہ داروں سے ٹیکسوں اور لوٹی ہوئی دولت کی وصولی تو مشکل ہوتی ہے لیکن عام استعمال کی اشیاء پر ٹیکس لگا کر اور لازمی سہولیات (Utilities) کی قیمتوں میں اضافہ کر کے وسائل کا حصول نسبتاً آسان ہوتا ہے۔ لہٰذا ٹیکسوں کا ظالمانہ بوجھ بھی عام آدمی پر ڈال دیا جاتا ہے۔

19۔ گردشِ دولت (Circulation of Wealth) پر منفی اثرات:

اس بات پر عمومی اتفاق ہے کہ معیشت کی بہتری کے لیے گردشِ دولت کے عمل کا بہتر ہونا اور جاری رہنا ضروری ہے یعنی مردہ مال (Dead Money) کم سے کم ہونا چاہیے اور زندہ مال (Active Money) زیادہ سے زیادہ۔ مگر سود کے استحصالی مظاہر کی وجہ سے دولت چند ہاتھوں میں مقید ہو جاتی ہے۔ سرمایہ دار اپنے ذاتی مفادات کو سامنے رکھتے ہوئے جب چاہتے ہیں سرمایہ مارکیٹ سے نکال لیتے ہیں جس سے گردشِ دولت کا عمل متاثر ہوتا ہے اور معاشی شرح افزائش (Economic Growth Rate) پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ پاکستان میں معاشی شرحِ افزائش 1980 میں 6.5 فیصد تھی۔ 1988 میں عالمی مالیاتی اداروں سے معاہدہ ہوا جس کے بعد 1990 میں یہ شرح 4.6 فیصد ہو گئی اور نوے کی دہائی کے دوران 3.5 فیصد کے لگ بھگ رہی۔ عالمی مالیاتی اداروں سے سودی قرضے لینے کا سلسلہ جاری رہا اور 2022-23 میں معاشی شرحِ افزائش انہی جکڑ بندیوں اور سیلاب کی تباہ کاریوں کی وجہ سے شاید 2.5 فیصد سے بھی نہ بڑھ سکے۔

20۔ ملک وقوم کے لیے مفید کاموں کی حوصلہ شکنی:

سودی معیشت میں ایسے کاموں کے لیے وسائل کی فراہمی مشکل ہو جاتی ہے جو اگرچہ ملک وقوم کے لیے کتنے ہی ضروری ہوں لیکن غیر پیداواری ہوں یا جو رائج الوقت شرحِ سود کا بوجھ نہ اٹھا سکتے ہوں۔ مثلاً تعلیم اور صحت کے شعبہ جات۔ حالیہ بجٹ (برائے سال 2022-23ء) میں تعلیم اور صحت کے لیے بجٹ کا 0.5 فیصد سے بھی کم جبکہ سودی قرضوں کی ادائیگی کے لیے 41 فیصد حصہ مختص کیا گیا ہے۔

بحوالہ ''سود: حرمت، خباثتیں، اشکالات''، از حافظ انجینئر نوید احمدؒ

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 195 دن گزر چکے!

Quote on Riba

"Henceforth no Jew, no matter under what name, will be allowed to remain here without my written permission. I know of no other troublesome pest within the state than this race, which impoverished the people by their fraud, usury and money-lending and commits all deeds which an honorable man despises. Subsequently they have to be removed and excluded from here as much as possible." Maria Theresa
(Ruler of theHabsburg dominions of Eastern Europe)

بقیہ: اداریہ

کی حکومت میں بنا تھا اُسے ختم کیا جانا چاہیے تھا۔ JUI(F) اس قانون کو مکمل طور پر غیر شرعی قرار دے چکی اور اطلاعات کے مطابق شرعی تقاضوں کو پورا کرنے والا ایک بل سینیٹ میں جمع کرا چکی ہے۔ سوال یہ ہے کہ جب JUI(F) حکومت کی ایک بڑی شراکت دار ہے تو وہ یہ قانون حکومت کی طرف سے کیوں نہیں ٹیبل کرتی اور حکومت کو یہ کیوں نہیں کہتی کہ اس بل کو قانون نہ بنایا گیا تو وہ حکومت سے الگ ہو جائیں گے؟ اس صورت میں حکومت کے پاس ٹرانس جینڈر ایکٹ 2018ء کو ختم کرنے اور شرعی تقاضوں کے مطابق خنثیٰ افراد کے لیے قانون بنانے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوگا۔ لہٰذا اب کئی حلقوں کی جانب سے یہ سوال اُٹھایا جا رہا ہے کہ کیا بدقسمتی سے یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ امریکہ کی نافرمانی سے بچا جائے اور شرعی تقاضوں کو بھی اسی لیے پس پشت ڈال دیا گیا ہے۔

تازہ ترین اطلاع کے مطابق سابق وزیر اعظم عمران خان پر قاتلانہ حملہ ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب موصوف نے اقوام متحدہ میں جنرل اسمبلی کے اجلاس میں ببانگ دہل کہا تھا کہ تمہارا ہولو کاسٹ تمہارے لیے ہوگا ہمارے نزدیک نبی اکرم ﷺ سے مبارک اور معتبر کوئی نہیں ہوسکتا تب ہم نے دعویٰ سے کہا تھا کہ صیہونی ہولو کاسٹ کے اس گستاخ کو کسی طرح معاف نہیں کریں گے۔ صیہونی لابی کے ساتھ جب امریکی سیاسی اور عسکری مفادات بھی شامل ہوگئے ہیں تو ایسے شخص کو زندہ رہنے کا کون حق دے گا؟ آخری اور حتمی بات یہ کہ پاکستان کو اب اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا ہوگا تب ہی حقیقی آزادی حاصل ہو سکے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ عمران خان اپنے پہلے دور میں حقیقی آزادی حاصل کرنے میں بُری طرح ناکام رہے تھے لہٰذا اگر اذہان وقلوب میں بنیادی تبدیلی نہ آئی اور رفقاء کار پہلے والے ہی رہے تو آئندہ بھی صرف نعرے ہی سننے کو ملیں گے اور یاد رہے! اللہ بار بار موقع نہیں دیتا۔ اللہ ہمیں ہدایت دے اور ہمارا حامی و ناصر ہو تاکہ ہمیں دنیوی اور اُخروی فلاح حاصل ہو سکے۔

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ صاحب کا دورۂ حلقہ بلوچستان کوئٹہ

امیر محترم شجاع الدین شیخ صاحب مورخہ 29 اکتوبر 2022ء کی دوپہر نائب ناظم اعلیٰ زون جنوبی پاکستان محترم سید نعمان اختر صاحب کے ہمراہ کوئٹہ پہنچے۔ ایئرپورٹ پر امیر حلقہ بلوچستان محترم محبوب سبحانی صاحب نے استقبال کیا۔ دونوں حضرات کے لیے امیر حلقہ بلوچستان کی رہائش گاہ پر آرام کا انتظام کیا گیا تھا۔ شام بعد نماز مغرب بروری روڈ مغربی بائی پاس کوئٹہ کی جامع مسجد میں رسول اللہ ﷺ سے ہمارا تعلق کے موضوع پر درس قرآن دیا۔ رفقاء واحباب کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ امام صاحب نے مسجد اور لائبریری کا تفصیلی دورہ کرایا اور عشائیہ میں بھی شرکت فرمائی۔ مورخہ 30 اکتوبر 2022ء صبح 11 بجے پریس کلب کوئٹہ میں ’’نبی اکرم ﷺ کا مقصد بعثت اور ہماری ذمہ داریاں‘‘ کے موضوع پر خطاب عام فرمایا جس میں رفقاء تنظیم اور احباب نے بھرپور شرکت کی۔ خطاب سے فارغ ہونے کے بعد امیر حلقہ بلوچستان کی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے جہاں نماز ظہر ادا کرنے کے بعد کل رفقاء تنظیم کے ساتھ ظہرانہ فرمایا، سوال و جواب کی نشست ہوئی، مبتدی وہ ملتزم رفقاء سے بیعت مسنونہ فرمائی۔ آخر میں حلقہ کی شوریٰ کے اراکین کا مختصر تعارف فرمایا، سوال جواب کی نشست ہوئی جو مغرب کی اذان سے کچھ پہلے اختتام پذیر ہوئی۔ اس کے بعد مقامی امیر کوئٹہ جنوبی خواجہ ندیم احمد صاحب کی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے جہاں نماز مغرب ادا کرنے کے بعد علماء کرام سے ملاقاتی نشست رکھی گئی تھی۔ علماء میں محترم جناب مولانا عصمت اللہ صاحب، مسلم باغ سے، شمس العلوم مدرسے کے مولانا محمد سلیم اللہ صاحب اپنے دو مفتی ساتھیوں کے ساتھ، مولانا عبدالرحمن، خطیب جامع مسجد سول سیکٹریٹ، مفتی افضل کاسی، پروفیسر ڈاکٹر مفتی کلیم اللہ، پروفیسر ڈاکٹر صدام حسنی، مولانا نصیر الدین صاحب شامل تھے۔ ماشاء اللہ تمام علماء کرام سے بھرپور گفتگو رہی جس میں اُنھوں نے بھرپور تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ آخر میں عشائیہ فرمایا۔

مورخہ 31 اکتوبر 2022ء کو صبح کوئٹہ کے مبتدی رفیق بلال جوگیزئی صاحب کے گھر پر ناشتہ کا اہتمام کیا گیا تھا جس میں تنظیمی اُمور پر گفتگو ہوئی۔ ایئرپورٹ جانے سے قبل بزرگ ساتھی محمد سلیمان قیوم صاحب کے گھر جا کر عیادت فرمائی۔ دوپہر 12 بجے بذریعہ جہاز کراچی روانہ ہوگئے۔

دعائے مغفرت

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ حلقہ کراچی شمالی، شادمان ٹاؤن کے مبتدی رفیق محترم زوہیب صدیقی کے والد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0345-3423953

☆ حلقہ بہاولنگر کے ناظم دعوت عبدالجبار نور کی بھابھی اور چچی وفات پا گئیں۔

☆ حلقہ پوٹھوہار، اُسرہ ساگری کے مبتدی رفیق شاہد محمود کیانی کے بھائی وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0300-5205137

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

دعائے صحت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی ملتان غربی کے امیر محترم ناصر سلطان کو ڈینگی بخار ہو گیا ہے۔

برائے بیمار پرسی: 0322-6136004

☆ تنظیم اسلامی گل گشت کے معتمد ڈاکٹر ہارون مختار کے بھائی کا بائی پاس آپریشن ہوا ہے۔

برائے بیمار پرسی: 0345-7222281

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

ٹرانس جینڈر ایکٹ کے تحت تعلیمی اداروں میں داخلے

محمد عاصم حفیظ

پنجاب بھر کے کالجز اور یونیورسٹیز میں داخلے جاری ہیں۔ سرکاری تعلیمی اداروں میں دو فیصد کوٹہ ٹرانس جینڈرز کے لیے مخصوص کر دیا گیا ہے۔ یعنی ہر پچاس طلبہ یا طالبات کی کلاس میں ایک ٹرانس جینڈر داخلہ لے گا۔ جی ہاں ہر کالج۔ یونیورسٹی کی ہر کلاس میں ایک سیٹ ٹرانس جینڈر کے لیے مخصوص ہوگی۔ یہ سیٹ میرٹ سے ہٹ کر ہو گی۔ یعنی اس پر داخلے کے لیے میرٹ پر آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بس ٹرانس جینڈر کا سرٹیفکیٹ دکھائیں اور داخلہ لیں۔ میرٹ یا انٹرویو صرف اس صورت میں ہوگا اگر کسی ایک ہی سیٹ پر ایک سے زیادہ ٹرانس جینڈر اپلائی کر دیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کالج و یونیورسٹیز کی سینکڑوں بلکہ ہزاروں سیٹوں کے لیے ٹرانس جینڈر آئیں گے کہاں سے؟ سرکاری تعلیمی اداروں میں داخلوں کے خواہشمند اس صورتحال کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ بڑے تعلیمی اداروں، پرکشش ڈگریوں، میڈیکل، آئی ٹی، سائنسز اور بہت سے دیگر کورسز میں داخلوں کے لیے کس قدر مشکل ترین مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ میرٹ کتنا ہوتا ہے اور ایک ایک سیٹ کے لیے کس طرح جنگ ہوتی ہے۔ ایک سیٹ کا مطلب ہوتا ہے لاکھوں روپے کی بچت اور کسی اعلیٰ ترین یونیورسٹی یا کالج کی ڈگری۔

دراصل یہ ایک راہ دکھائی گئی ہے۔ کہ بس ٹرانس جینڈر کا سرٹیفکیٹ حاصل کریں اور میرٹ کو روندتے ہوئے داخلہ لیں۔

اب ذرا اس صورتحال کو سمجھیں۔ پنجاب یونیورسٹی، جی سی یونیورسٹی، یو ای ٹی اور ایسے ہی اداروں میں داخلے کا مطلب کیا ہوتا ہے۔ ہزاروں طلبہ و طالبات اپلائی کرتے ہیں۔ چند کا داخلہ ہوتا ہے۔ ان اداروں میں خواہشمند داخلے کے لیے انٹری ٹیسٹ تیاری پر بھاری اخراجات کر دیتے ہیں۔ اور پھر آپ کو ایک راہ دکھائی جائے کہ صرف ایک سرٹیفکیٹ آپ کے مستقبل اور داخلے کی راہ کھول دے گا۔

ایسا نہیں کہ ہر کوئی یہ کرے گا لیکن بہت سے ضرور اس آپشن پر غور کریں گے۔ جی بالکل جیسے بیرون ملک پیپر میرج ہوتی ہے۔ سمجھانے والے سمجھائیں گے کہ صرف کاغذات میں ہی تو لکھنا ہے۔ جیسے ہمارے ہاں لوگ خود کو بے نظیر انکم سپورٹ فنڈ میں رجسٹر کرا لیتے ہیں۔ جیسے ہماری عدالتوں میں گواہ پیش ہوتے ہیں۔ صرف ایک مثال دوں گا جو مجھے ایک کالج پرنسپل نے بتائی۔ پرائیویٹ کالجز میں پڑھنے یا پڑھانے والے ضرور سمجھ سکتے ہیں۔ کئی پرائیویٹ کالجز نیٹ ورک اعلیٰ نمبروں والے طلبہ کو سکالرشپ دیتے ہیں۔ کالج نے رعایت دے رکھی تھی کہ ضرورت مند طلبہ کو بھی کچھ فیس معاف کر دیتے۔ ہوتا یہ تھا کہ اس رعایت کے لیے آپ کو اپنے بھائی یا باپ کو ساتھ لانا ہوتا کہ ہم مستحق ہیں۔ پرنسپل صاحب نے بتایا کہ کئی طلبہ جعلی والدین یا بھائی لے آتے۔ حتیٰ کہ دیہاڑی دار مزدور، کوئی ریڑھی والا یا کسی دوست کو۔ گھر سے پوری فیس وصول کر کے باقی رقم سے پارٹی کرتے۔ ان کے لیے یہ شغل میلہ تھا اور بس۔ کیا داخلوں کے خواہشمند نوجوانوں کو کلرک یہ راہ نہیں دکھائیں گے؟ سپورٹس کوٹہ کا صحیح استعمال چند اداروں میں ہی ہوتا ہوگا۔ زیادہ تر جعلی سرٹیفکیٹس پر داخلے۔ نوکریوں میں بلوچستان کوٹہ پر کون بھرتی ہوتے ہیں؟ یہ سب اسی ارض پاک میں ہوتا ہے۔ دراصل فرق بہت بڑا ہے۔ ایک ڈگری جو پرائیویٹ اداروں میں لاکھوں روپے فیس کے عوض ملتی ہے وہ انتہائی کم فیس میں سرکاری ادارے کی پہچان کے ساتھ۔

یہ کوٹہ قانونی طور داخلوں کے لیے مخصوص کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح سرکاری بھرتیوں میں بھی جہاں بلوچستان کوٹہ، دیہی سندھ کا کوٹہ اور جنوبی پنجاب کا کوٹہ نوکریوں کے لیے استعمال ہوتے ہیں وہاں ٹرانس جینڈر کوٹہ بھی استعمال ہوگا۔

اس کا ایک خطرناک ترین پہلو گرلز اور بوائز کے اداروں میں داخلے سے متعلق ہوگا۔ مثلاً ایک جسمانی طور پر لڑکا محض ایک سرٹیفکیٹ کے ذریعے گرلز کالجز میں داخلہ لے سکتا ہے۔ قانونی طور پر اسے نہیں روکا جا سکتا۔ اسی طرح یہ میرٹ کی دھجیاں اڑانے کے بھی مترادف ہے۔ اس کی آڑ میں بہت سی نوکریاں اور تعلیمی اداروں کی سیٹیں میرٹ اور حق کے بغیر محض ایک سرٹیفکیٹ کی بنیاد پر حاصل کر لی جائیں گیں۔ یہ صرف لڑکوں کے لیے ہی نہیں ہزاروں لڑکیوں کے حقوق کی پامالی ہوگی کیونکہ یہ سیٹیں میرٹ سے نکل جائیں گیں۔

کچھ ادارے ابھی تک اس کوٹے کو بچا رہے ہیں البتہ بہت جلد اسے سختی سے نافذ بھی کرا دیا جائے گا۔ اس سے پھر دیگر معاشرتی، سماجی اور خاندانی مسائل پیدا ہوں گے۔ ٹرانس جینڈر کی قانونی تعداد بڑھے گی۔ این جی اوز ان اعداد و شمار کو ہائی لائٹ کریں گیں۔ جو اس کوٹہ پر بھرتی ہوں گے یا داخلہ لیں گے انہیں ایک مخصوص کمیونٹی کا حصہ بننا پڑے گا۔ لارڈ میکالے نے کہا تھا کہ ہم ایسا تعلیمی نظام بنائیں گے جس سے ضروری نہیں کہ یہ سب مسیحی بن جائیں البتہ خیالات و سوچ و نظریات میں مسلمان بھی نہ رہیں گے۔ جی ہاں ایک خاص کمیونٹی کا حصہ بن کر بہت کچھ بدل جاتا ہے۔ ٹرانس جینڈر ایکٹ اپنا اثر دکھا رہا ہے۔ بہت جلد آپ معاشرے میں اس کے بھیانک اثرات دیکھیں گے۔ یہ ایک خاموش کارروائی ہے جو جلد طوفان مچا دے گی۔

ضرورت رشتہ

☆ کراچی میں رہائش پذیر پنجابی اعوان فیملی کو اپنے بیٹے، رفیق تنظیم، عمر 27 سال، تعلیم میٹرک، برسر روزگار کے لیے دینی مزاج کی حامل، باپردہ تعلیم یافتہ 22 سال تک لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ رفیقہ تنظیم قابل ترجیح

برائے رابطہ: 0336-2787627

☆ اہلحدیث فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 27 سال، تعلیم ایم ایس سی (شماریات) کے لیے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ، برسر روزگار لڑکے کا کراچی سے رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0336-2787627

☆ ملتان میں رہائش پذیر رفیق تنظیم اسلامی کو اپنی بہن، عمر 33 سال، تعلیم ایف اے، مطلقہ کے لیے دینی مزاج کے حامل، برسر روزگار لڑکے کا ملتان سے رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0305-7693927

اشتہار دینے والے نوٹ کر لیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

امیر تنظیم اسلامی کا سالانہ دورہ حلقہ ساہیوال

امیر تنظیم اسلامی محترم جناب شجاع الدین شیخ سالانہ دورہ کے ضمن میں 22اور 23اکتوبر 2022ء کو حلقہ ساہیوال ڈویژن پہنچے۔ امیر محترم مورخہ 22اکتوبر 2022ء بروز ہفتہ صبح 11:00 بجے حلقہ ساہیوال کی مقامی تنظیم بورے والا تشریف لائے۔ جہاں پر نائب ناظم اعلیٰ محمد ناصر بھٹی، امیر حلقہ ساہیوال ڈویژن ملک لیاقت علی، معتمد حلقہ عبدالخالق صدیقی و ناظم نشر واشاعت اور امیر مقامی تنظیم بورے والا ڈاکٹر عبدالحفیظ میاں نے استقبال کیا۔ میزبانی کا اعزاز ڈاکٹر عبدالحفیظ میاں کو حاصل ہوا۔ کچھ دیر آرام کے بعد وہاں سے بار کونسل بورے والہ روانگی ہوئی۔ بار کونسل بورے والہ پہنچنے پر بار کونسل کے صدر جناب چودھری محمد صدیق، جنرل سیکٹری بار کونسل چودھری محمد مشاہد اور مقامی علماء نے امیر محترم کا استقبال کیا اور اس کے بعد بار کونسل کے طے شدہ شیڈول کے مطابق پروگرام کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن حکیم کے بعد حمد اور نعت رسول مقبول ﷺ پڑھی گئی۔ بعد ازاں امیر محترم نے بار کونسل میں موجود حاضرین سے ''اقامت دین کی جدوجہد میں وکلاء کا کردار'' کے عنوان سے خطاب فرمایا۔

بار کونسل میں وکلاء، مقامی علماء، دینی اور سماجی شخصیات نے شرکت کی۔ شرکاء کی تعداد 70 کے قریب تھی۔ امیر محترم نے سب کو مخاطب کرتے ہوئے ان کی تشریف آوری کے لیے ان کا شکریہ ادا کیا اور ان کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو بہترین صلاحیتوں سے نوازا ہے ہمیں ان صلاحیتوں کو اقامت دین کی جدوجہد میں صرف کرنا چاہیے۔

امیر محترم بار کونسل سے امیر مقامی تنظیم ڈاکٹر عبدالحفیظ میاں کے ہسپتال جو کہ بورے والہ ہی میں واقع ہے پہنچے اور وہاں پر نماز ظہر ادا کی گئی۔

نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد امیر محترم نے ڈاکٹر عبدالحفیظ میاں کے ہاں ظہرانے پر معززین شہر اور دینی اور سماجی شخصیات سے ملاقات کی۔ ملاقات کے بعد امیر محترم عارف والا کے لیے روانہ ہوئے۔ اس سارے سفر میں نائب ناظم اعلیٰ محمد ناصر بھٹی، ملک لیاقت علی امیر حلقہ ساہیوال ڈویژن اور عبدالخالق صدیقی معتمد / ناظم نشر واشاعت حلقہ ساہیوال ڈویژن امیر محترم کے ساتھ رہے۔ عارف والا پہنچ کر امیر محترم نے نماز عصر ادا کرنے کے بعد آرام فرمایا۔ عارف والا میں میزبانی کا اعزاز محترم ملک لیاقت علی کو حاصل ہوا۔ قرآن مرکز عارف والا میں نماز مغرب کی امامت کروائی۔ بعد نماز مغرب قرآن مرکز میں ''موجودہ حالات کے تناظر میں اقامت دین کی ضرورت و اہمیت'' کے عنوان سے خطاب فرمایا۔ اس عوامی اجتماع میں تقریباً 300 رفقاء واحباب نے شرکت کی۔ پروگرام کے بعد امیر محترم نے نماز عشاء ادا کی اور کھانا کھا کر امیر حلقہ ملک لیاقت علی کے گھر قیام کیا۔

23اکتوبر 2022ء کو صبح نماز کی ادائیگی اور آرام کے بعد 9:00 بجے رفقاء کے ساتھ نشست ہوئی۔ یہ پروگرام 3 بجے تک جاری رہا۔ اس میں 100 رفقاء نے شرکت کی۔

جس کی امامت امیر محترم نے کروائی اور کھانا بھی تناول فرمایا۔

پروگرام کے بعد امیر محترم نے کچھ دیر کے لیے آرام فرمایا۔ بعد نماز عصر امیر محترم ساہیوال کے لیے روانہ ہوئے۔ ساہیوال پہنچ کر نماز مغرب ادا کی گئی اور جامعہ رحیمیہ میں امیر محترم نے ''حقیقی کامیابی'' کے عنوان پر شرکاء سے خطاب فرمایا۔

اس میں 250 رفقاء واحباب نے شرکت کی۔ اس پروگرام میں دینی مدارس کے طلبہ، دینی اور سماجی شخصیات نے شرکت کی۔ پروگرام کے بعد امیر محترم لاہور کے لیے روانہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ آمین!

(رپورٹ: ملک لیاقت علی، امیر حلقہ ساہیوال ڈویژن)

امیر محترم کا دورہ حلقہ پوٹھوہار

امیر محترم 7اکتوبر 2022ء لاہور سے بذریعہ موٹر وے تقریباً رات 7:00 بجے چکوال تشریف لائے۔ رکن شوریٰ کرنل (ر) عبدالقدیر کے گھر قیام کیا۔ بعد از نماز عشاء پریس کلب چکوال میں ''اقامتِ دین اور سیرت النبی ﷺ'' کے موضوع پر خطاب فرمایا بعد میں مختلف مکاتبِ فکر کے لوگوں سے انفرادی طور پر ملاقات رہی اور وکلاء کے ایک وفد کے سوالات کے جوابات بھی دیئے۔ رات تقریباً 11:00 بجے آپ سہگل آباد پہنچے اور رات وہیں قیام کیا۔ صبح بعد از نماز فجر مسجد عثمانیہ میں سورۃ حٰمٓ السجدہ کی تین آیات کی روشنی میں درسِ قرآن دیا۔ شرکاء کی تعداد تقریباً 80 تھی۔ اس کے بعد کچھ دیر آرام کیا اور پھر ناشتہ کرنے کے بعد 9:30 بجے جہلم کے لیے روانہ ہوئے۔ جہلم تنظیم کے دفتر میں 11:00 بجے سے لے کر 12:00 بجے تک رفقاء واحباب سے ملاقات ہوئی۔ وہاں آپ نے شرکاء کے سوالات کے جوابات دیئے اور مختصر خطاب بھی فرمایا۔ 12:00 بجے جہلم سے جاتلاں کے لیے روانگی ہوئی اور تقریباً 01:00 بجے مقامی تنظیم جاتلاں کے امیر عطاء الرحمن صدیقی کے گھر پہنچے۔ وہاں نماز ظہر ادا کی اور کچھ دیر آرام کیا۔ 03:00 بجے مسجد جبی دارالسلام تشریف لے گئے، جہاں ''عظمتِ مصطفےٰ ﷺ'' کے موضوع پر تقریباً ایک گھنٹہ خطاب فرمایا۔ اس پروگرام میں خواتین وحضرات کی حاضری 300 سو کے لگ بھگ تھی۔ وہاں سے آپ میرپور تشریف لے گئے۔ نماز عصر میرپور میں ادا کی اور مقامی امیر علی اختر اعوان نے چائے سے آپ کی تواضع کی۔ بعد از نماز مغرب عوامی میرج ہال میں ''نبی کریم ﷺ کا مقصدِ بعثت'' کے موضوع پر مفصل خطاب کیا۔ بعد میں انفرادی ملاقاتوں کے دوران آپ نے شرکاء کے سوالات کے جوابات بھی دیئے۔ یہاں خواتین وحضرات کی حاضری 250 کے قریب رہی۔ بعد از نماز عشاء ملتزم رفیق ڈاکٹر قربان حسین میر کے ہاں کھانا کھایا اور کھانے کے دوران اُن کے تین دوستوں جن میں سے دو ڈاکٹر حضرات تھے سے ملاقات رہی۔ رات قیام میرپور میں ہی رہا۔ 9اکتوبر بروز اتوار بعد از نماز فجر درسِ قرآن مقامی مسجد میں ہوا۔ سورۃ الاعراف کی آیت نمبر 157 کی روشنی میں امیر محترم نے مفصل گفتگو فرمائی۔ درس کے بعد احباب سے انفرادی ملاقاتوں کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ درس سے فارغ ہونے کے بعد گوجرخان کے لیے روانگی ہوئی۔ تقریباً 07:30 بجے حلقہ کے دفتر پہنچ کر آپ نے گھنٹہ بھر آرام کیا۔ ناشتہ کے بعد رفقاء سے ملاقات کے لیے 09:30 بجے سے قبل آپ مسجد العابد میں پہنچ گئے۔ امیر حلقہ نے پہلے حلقہ اور اس کی مقامی تناظیم ومنفرد اُسرہ جات کا تعارف پیش کیا۔ بعد ازاں امیر محترم نے رفقاء کے سوالات کے جوابات دیئے۔ اس کے بعد مختصر خطاب بھی فرمایا۔ مبتدی اور ملتزم رفقاء نے امیر محترم کے ہاتھ پر بیعت بھی کی۔ یہ سیشن تقریباً 12:30 بجے تک جاری رہا۔ چائے کے مختصر وقفے کے بعد امیر محترم نے حلقہ کے ذمہ داران کا تعارف حاصل کیا اور ان کے سوالات کے جوابات دیئے۔ بعد از نماز ظہر آپ نے اُن کو اُن کی ذمہ داریوں کی یاد دہانی بھی کرائی۔ ظہرانے کے بعد کچھ دیر حلقہ کے دفتر میں آرام کیا اور پھر نماز عصر ادا کرنے کے بعد ''نبی کریم ﷺ کا مقصدِ بعثت'' کے موضوع پر خطاب فرمانے کے لیے ایک مقامی شادی ہال تشریف لے گئے۔ یہاں حاضری 230 کے لگ بھگ تھی۔ نماز مغرب ہال ہی میں ادا کی گئی۔ اس کے بعد امیر محترم کراچی روانگی کے لیے ایئر پورٹ تشریف لے گئے۔ اس دورے کے دوران نائب ناظم اعلیٰ شمالی پاکستان اور امیر حلقہ پنجاب پوٹھوہار امیر محترم کے ساتھ رہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین! اقامت دین کی جدوجہد میں اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ (ندیم مجید، امیر حلقہ پنجاب پوٹھوہار)

Postmodern feminism Is Female Narcissism

Narcissism is a pathology of the self. The personality disorder of narcissism has certain classic hallmark features. Thinking about it more deeply, you may realize that postmodern feminism and narcissism share many core features.

A narcissist is a person who has key pathological aspects to their personality structure:

1. An exaggerated sense of self-importance
2. Entitlement
3. Lack of empathy for others
4. Victim complex
5. Requires a convenient scapegoat

Now let's see how well the ideology of postmodern feminism matches up with the pathology of narcissism.

1. An exaggerated sense of self-importance:

Postmodern feminism teaches women that they are all important, that their needs and wants override the needs of others. Women are placed at the center of all things. Women are the metric by which everything else is measured and judged. Based on how such-and-such society "treats women," we can judge it to be good or bad. Based on how this or that country "respects women's rights," we can deem it to be good or bad. Everything revolves around women and their feelings and whims. Women are "queens" who "slay." In essence, postmodern feminism teaches female supremacy.Psychologists call this mindset of delusions of grandeur the narcissist's "grandiosity." Postmodern feminism teaches women to have grandiosity, an inflated ego. In Islam, the word for this is ر (kibr, arrogance).

2. Entitlement:

Postmodern feminists are women who are entitled. Postmodern feminism teaches women, who are "queens," to demand their "rights," which are in reality not their rights at all. As Muslims, we recognize that the only true rights of any person are those rights set by Allah*(SWT)* –The Creator. Demanding more rights above and beyond what Allah*(SWT)* has decreed for women (or for men) is injustice. Taking more than your due is wrong. But if you believe that you are special and superior to others, you demand more than your due. This is entitlement.

3. Lack of Empathy:

Postmodern feminism drills into its adherents the need to put themselves as women first, at all costs. The woman is special and is entitled to special rights and privileges and can have all the choices, regardless of the consequences of those choices on men, children, the family, or society at large. None of these matters. As long as the woman pleases herself at the moment and reaches her "potential" and "takes up space" and "smashes the glass ceiling" and is fully "strong and independent." The suffering of her own children, or her husband, or her family, or of society is inconsequential in the mind of the self-centered feminist. Postmodern feminism indoctrinates women with not only fierce individualism but also an utter lack of empathy for anyone who isn't a woman.

4. Victim Complex:

This one is a no-brainer. If you have ever listened to a feminist or to a narcissist speak for any length of time, you can instantly note the similarity. There is a deep fixation on perceived slights, on imagined insults, on grievous "injustices." The narcissist and the feminist are both masters at playing the victim in any and all scenarios.They are long-suffering martyrs. They are perpetual victims, wronged constantly by others, and never wrong themselves. Nothing is ever their fault. Anyone who does not agree with them is a "misogynist". If you try to point out something that a feminist could have done differently, the shrill answer comes back immediately, "You're blaming the victim!!"Postmodern feminism teaches women to see themselves as victims in all cases. This is also how the narcissist sees himself or herself. A

person who is always the victim avoids all responsibility and all accountability for their own actions.

5. The Scapegoat:

If things are never the fault of the narcissist or the postmodernfeminist, then whose fault, is it?? “Somebody” must take the blame. But it can’t be thefeminist (or the narcissist) because that would entail taking some personal responsibility for actions and having some accountability. We can’t have that. So, it becomes necessary to assign blame to someone. If women are the victims, then who are the oppressors? Someone has to victimize the victim for the victim to even “be” a victim.It must be men.Postmodern feminism teaches women that “men” are the enemy. Women are martyrs because men kill them. Women are the victims because men victimize them. Women face oppression, suppression, injustice at the hands of men as a collective across time and space because of one keyword: “THE PATRIARCHY”!The most perfect scapegoat for all of the women’s problems is this much-maligned patriarchy. Postmodern feminism teaches women to take no responsibility for any type of shortcoming and instead to expertly dodge any and all blame, and to project all blame onto men.

Putting all these pieces of the puzzle together, it becomes easy to see why women under the delusional indoctrination of postmodern feminism can so casually blame men for “rapes and wars” and so easily paint all men with the same careless brush. Men are the handy scapegoat.

Essentially, postmodern feminism teaches women narcissism, which is a pathology of the self.

May Allah*(SWT)* grant us protection from both postmodern feminism and narcissism and make us righteous Muslims who have Taqwa, Ameen!

Courtesy: ***Umm Khalid; The Muslim Chronicles***

بارش کا پہلا قطرہ

تحریر: ریاض اسماعیل، پرنسپل کلیۃ القرآن لاہور

کلیۃ القرآن لاہور کا آغاز ہی اس مشن کے ساتھ ہوا تھا کہ یہاں طلبہ کو پختہ بنیادوں پر دینی اور عصری تعلیم ایک ساتھ فراہم کی جائے گی۔ جس کے لیے 2008ء میں یہاں درس نظامی شروع کیا گیا اور داخلہ لینے والے ہر طالب علم کے لیے ضروری قرار پایا کہ وہ درس نظامی کے ساتھ ساتھ میٹرک، ایف اے، بی اے اور ایم اے کی کلاسز بھی پڑھے گا۔ تعلیم کے ان دونوں دھاروں میں تحصیل علم کے لیے ایک طالب علم کو ایک طرف عربی زبان اور دوسری طرف انگریزی زبان پر عبور حاصل کرنا ضروری ہے۔ جس کے لیے کلیۃ القرآن کی فیکلٹی میں جہاں سکہ بند علماء شامل ہیں وہاں عصری تعلیم کے لیے کوالیفائیڈ اساتذہ بھی ہمہ وقت موجود ہیں۔ کلیۃ القرآن میں حصول علم کے لیے ایسے طلبہ ہی آگے بڑھتے ہیں جو خاطر خواہ ہمت اور محنت کے ساتھ ساتھ عزم و استقلال کے پیکر ہوتے ہیں۔

کلیۃ القرآن کے طلبہ اور اساتذہ کی کامیابیوں کی خبریں لاہور سے نکل کر پاکستان کے کونے کونے تک تو پہلے ہی پھیل چکی تھیں۔ وہیں ہمارا تعارف مصر کی عظیم اور تاریخی یونیورسٹی جامعہ الازھر تک بھی پہنچ گیا۔ دو سال قبل حکومت پاکستان کی دعوت پر مصر سے ایک آنے والے چار رکنی وفد نے کلیۃ القرآن کے دورے کا پیغام بھجوایا۔ ہمارے لیے نہایت خوشی کا دن تھا جب جامعہ الازھر کے اساتذہ کا وفد ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب کی قیادت میں تشریف لے آیا۔ وفد کے استقبال کے لیے مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے ناظم اعلیٰ جناب حافظ عاطف وحید صاحب سارا دن موجود رہے۔ ادارہ کے پرنسپل ریاض اسماعیل صاحب نے مہمانوں کو کلیۃ القرآن کے بارے بریفنگ دی۔ اور یہاں پڑھائے جانے والے کورسز کا تعارف کروایا۔ قرآن آڈیٹوریم میں منعقد کیے گئے اس پروگرام کی ساری کاروائی عربی اور انگریزی زبانوں میں جاری رہی۔ معزز مہمانوں نے جب دیکھا کہ یہاں کے طلبہ عربی اور انگریزی دونوں زبانوں پر عبور رکھتے ہیں تو ان کی خوشی دیدنی تھی۔ اور اس طرح جاتے جاتے وہ ہمیں یہ خوشخبری سنا گئے کہ وہ ہمارے طلبہ کو جامعہ الازھر میں داخلے کے لیے ضرور موقع دیں گے۔

اور پھر وہ دن آ پہنچا جب اسلام آباد میں مصری ایمبیسی کی طرف سے ہمیں اطلاع دی گئی کہ کلیۃ القرآن کے دو طلبہ کا داخلہ الازھر کے شریعہ ڈیپارٹمنٹ میں چار سالہ BS ڈگری پروگرام میں کنفرم ہو گیا ہے۔ ہمارے یہ دونوں طلبہ محمد عثمان اور ارسلان سرفراز کو مکمل سکالرشپ کے لیے منتخب کر لیا گیا تھا۔ یہاں کلیۃ القرآن کے استاذ جناب الشیخ فضل بن محمد قیروانی کا ذکر نہ کرنا ناانصافی ہوگی۔ آپ الازھر اور مصری سفارتخانے سے مسلسل رابطے میں رہے اور نہایت باوقار طریقے سے رابطہ کاری کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ دونوں طلبہ میں سے ایک طالب علم ارسلان سرفراز کے والدین آخری لمحات میں اداسی کا شکار ہوئے اور اپنے بیٹے کو مصر روانگی کی اجازت نہ دے سکے۔ تاہم محمد عثمان کے والدین نے خوشی خوشی اپنے بیٹے کو روانگی کی اجازت دے دی۔ اس طرح طالب علم محمد عثمان 18 ستمبر 2022ء کو لاہور سے قاہرہ روانہ ہو گیا۔ تادم تحریر محمد عثمان کی کلاسز شروع ہو چکی ہیں۔ اور وہ ہر طرح سے خیریت سے ہے۔

محمد عثمان کے مصر جانے کے بعد کلیۃ القرآن کے طلبہ میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی ہے اور کئی طلبہ الازھر میں داخلے کے خواہش مند ہیں۔

Vol. 31 Regd. C.P.L NO. 114 No.43
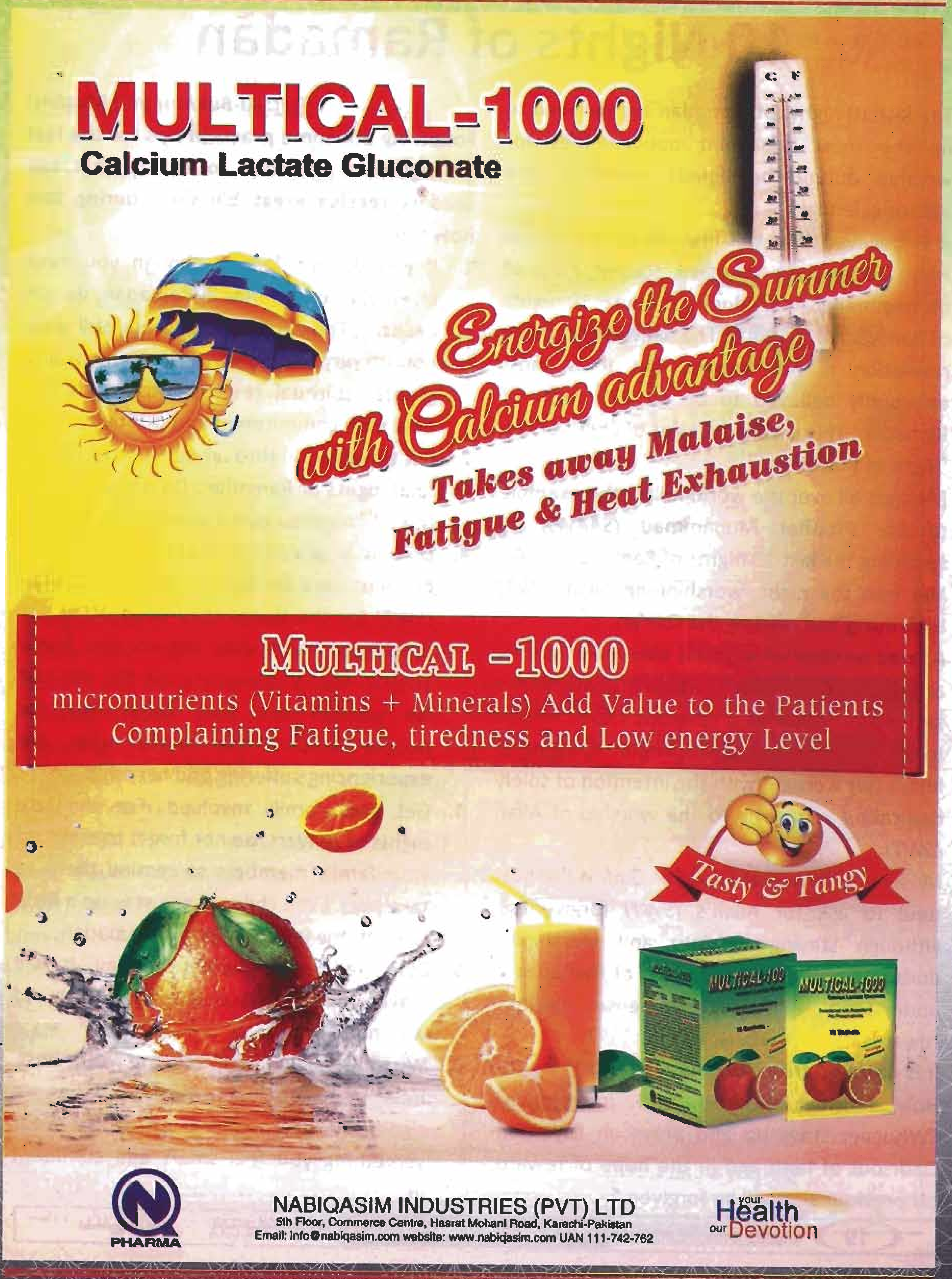
Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore